

ذخیرہ احادیث سے مقاصد شریعت پر مشتمل احادیث کا نایاب مجموعہ

مَقَامِ دِ اَحَادِیْثُ

منظر الاسلام از ہری

صحیح بخاری

صحیح مسلم

سنن ابن ماجہ

سنن ترمذی

سنن ابی داؤد

سنن نسائی



دار الفکر
للطباعة والنشر والتوزيع

اللباب في أحاديث المقاصد والأسباب

مقاصد أحاديث

تأليف

منظر الاسلام ازهرى

دار النعمان لاہور

جملہ حقوق بحق دارالنعمان کراچی، لاہور محفوظ ہیں

میں پورے پاکستان میں اپنی کتاب ”مقاصد احادیث“ کے جملہ حقوق ادارہ ”دارالنعمان“ نزد مکتبہ قادریہ یونیورسٹی روڈ پرانی سبزی منڈی کراچی اور دربار مارکیٹ لاہور پاکستان کو دے رہا ہوں۔ پورے پاکستان میں صرف مذکورہ ادارہ ہی اس کتاب کو شائع کرنے اور تقسیم کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

مملکت خداداد پاکستان کا کوئی بھی دوسرا پبلشر، بک سیلر اس کتاب کو شائع کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اگر کوئی شائع کرنے کی کوشش کرے گا تو ادارہ ”دارالنعمان“ ملک کے کاپی رائٹس ایکٹ کے تحت قانونی چارہ جوئی کر سکتا ہے۔

منظر الاسلام از ہری

مولف: مقاصد احادیث

۶ اگست ۲۰۱۶ء

154651

کتاب: مقاصد احادیث

تالیف: منظر الاسلام از ہری

صفحات: 180

تعداد: 1100

پہلی اشاعت: 2016ء

سلسلہ مطبوعات: 13

قیمت: 250/-

ناشر: دارالنعمان 0333-3585426، 0333-1206301

:ISBN 978-969-7694-00-6

کتاب کی دستیابی کے مراکز

نعمیہ بک سٹال غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، 0300-4986439

مکتبہ حسان، فیضان مدینہ سبزی منڈی کراچی، مکتبہ قادریہ یونیورسٹی روڈ کراچی

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور، مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ لاہور

صبح نور پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

انتساب

امام ابرہیم بن موسیٰ بن محمد شاطبی غرناطی مالکی (ف: ۷۹۰ھ)

کے نام

جن کی کتاب 'الموافقات' حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس نئے پہلو پر قلم اٹھانے کا سبب بنی

منظر الاسلام از ہری

فہرست مشمولات

3	انتساب
10	پیش لفظ منظر الاسلام از ہری
14	مقدمہ منظر الاسلام از ہری

مقاصد اخلاق

50—57

51	۱ سلام کا مقصد، آپسی محبت کی بنیاد ہے
52	۲ رشتہ داری کا مقصد صلہ رحمی ہے
53	۳ سچائی کا مقصد کامیابی ہے
55	۴ بے جا تعریف کا مقصد ہلاکت ہے
56	۵ امت محمدیہ کی تخلیق کا مقصد آسانیاں پیدا کرنا ہے
57	۶ رسول کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد اخلاق کی تکمیل

مقاصد علم

58—65

58	۷ علم کا مقصد دوسروں کو فیض پہنچانا ہے
60	۸ فضول سوال کا مقصد مصیبت کی دعوت
61	۹ جاہل کو مفتی بنانے کا مقصد قوم کی زندہ ہلاکت ہے
63	۱۰ علم و عمل کا مقصد خود نمائی سے پرہیز
65	۱۱ سوال کا مقصد صحابہ کا ذہنی امتحان تھا

66	عمل کا دار و مدار مقصد پر ہے	۱۲
67	جزا کا حصول، مقصد عمل پر ہے	۱۳
68	تعویذ کا مقصد شیطان سے پناہ مانگنا ہے	۱۴
69	توکل کا مقصد خدائے پاک پر کامل یقین ہے	۱۵
71	نوافل کا مقصد اللہ کا تقرب ہے	۱۶
72	نوافل کی کثرت کا مقصد جنت میں نبی ﷺ کی صحبت ہے	۱۷
73	تسبیح و تہلیل کا مقصد نیکی کا حصول ہے	۱۸
75	حاجت روائی، ذکر و فکر اور تعلیم کا مقصد رحمت الہی کو متوجہ کرنا ہے	۱۹
77	عقل مندی کا مقصد نفس کا محاسبہ ہے	۲۰
78	ضبر کا مقصد جنت کا حصول ہے	۲۱
79	توبہ کا مقصد رب کی خوشنودی ہے	۲۲
80	نیک عمل کا مقصد جنت کا حصول ہے	۲۳
81	صدقے کا مقصد جہنم سے نجات ہے	۲۴
80	زندگی میں تین نیک اعمال کا مقصد موت کے بعد مستفید ہونا ہے	۲۵
84	دعائے مغفرت کا مقصد عفو و درگزر تھا	۲۶
85	جنتی عمل کا مقصد تائید الہی اور جہنمی کام کا مقصد اللہ کی ناراضگی	۲۷
87	مسجدوں کی تعمیر کا مقصد نماز، ذکر اور تلاوت کا اہتمام کرنا ہے	۲۸
88	علم اور مال کا مقصد انفاق فی سبیل اللہ ہے	۲۹
89	وضو کا مقصد اعضا کو گناہوں سے پاک کرنا ہے	۳۰
90	جانوروں سے ہمدردی کا مقصد اجر کا حصول ہے	۳۱
91	مرغ کی بانگ کا مقصد فرشتے کی آمد ہے	۳۲

مقاصد احکام

92—112

- 92 کاروبار میں سچائی کا مقصد برکت کا حصول ہے ۳۳
- 93 آمد جبریل کا مقصد صحابہ کو دین کی تعلیم دینا تھا ۳۴
- 96 مسلمان ہونے کا مقصد اسلام کا صحیح فہم ہے ۳۵
- 97 انبیاء کی صحبت کا مقصد ان کی پیروی ہے ۳۶
- 98 عقیدہ اسلام کو تسلیم کرنے کا مقصد جنت کا حصول ہے ۳۷
- 99 نبی عن المنکر کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے ۳۸
- 100 انگوٹھیاں اتارنے کا مقصد سنت کی پیروی تھی ۳۹
- 101 بے طلب مال دینے کا مقصد مسئلے کی توضیح تھی ۴۰
- 102 خوف اور اطاعت کا مقصد بدعت سے اجتناب ۴۱
- 104 تشدد سے اجتناب کا مقصد اللہ کے عذاب سے بچنا ۴۲
- 105 دودھ پینے کے بعد کلی کا مقصد منہ کی صفائی ۴۳
- 106 شجر کاری کا مقصد عذاب قبر سے نجات ۴۴
- 107 مسواک کا مقصد منہ کی صفائی ہے ۴۵
- 108 خلوت میں ملنے کی ممانعت کا مقصد اندیشہ بدکاری سے اجتناب ۴۶
- 109 سربراہ کے لیے کھڑے ہونے کا مقصد اس کی تعظیم ہے ۴۷
- 110 جماعت میں تاخیر سے پہنچنے کا مقصد امام سے بیزاری کا اظہار تھا ۴۸
- 111 انگشت سے اشارے کا مقصد اختیار نبوت کا اظہار ۴۹
- 112 چیخ و پکار سے براءت کا مقصد اعزہ کی وفات پر صبر کی تلقین ۵۰

احادیث اسباب

عظمت رسول ﷺ

113—122

- 114 غسل ناپاک جگہوں کو پاک کرنے کا سبب ۵۱

116	بندے کا رب سے عرض و معروض نبی اکرم ﷺ کی مسکراہٹ کا سبب	۵۲
118	محتاجی کفارے کو ساقط کرنے کا سبب	۵۳
120	فرمان رسالت حکم شرعی کے وجوب کا سبب	۵۴
121	مدینہ منورہ میں رہنا رحمتوں کے حصول کا سبب	۵۵
122	نبی اکرم ﷺ کی دعا مدینہ منورہ میں برکتوں کا سبب	۵۶

قرآن کریم

123—127

123	قرآن کریم کی مسلسل تلاوت یا دداشت برقرار رکھنے کا سبب	۵۷
124	قرآن کریم دوسروں سے سننا نبی اکرم ﷺ کی رقت کا سبب	۵۸
125	مسجد جا کر قرآن کی تلاوت کثرت نیکی کا سبب	۵۹
126	قرآن کریم کی تلاوت فرشتوں کی آمد کا سبب	۶۰

دعا

128—132

128	سونے کے وقت دعا پڑھنا خاتمہ بالخیر کا سبب	۶۱
130	دعاے سید الاستغفار جنت میں جانے کا سبب	۶۲
131	دعا میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرنا دعا کی قبولیت کا سبب	۶۳
132	غائبانے میں دعا کرنا قبولیت کا سبب	۶۴

احسنات

133—141

133	برائیوں کی کثرت تباہی کا سبب	۶۵
134	جہالت، زنا اور عورتوں کی کثرت قرب قیامت کا سبب	۶۶
135	دوسرے کے والدین کو گالی دینا اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب	۶۷
136	زبان تمام برائیوں کا سبب	۶۸

138	سلام میں پہل کرنا انسان کی اچھائی کا سبب	۶۹
139	متکبرانہ لباس پہننا رحمت الہی سے دوری کا سبب	۷۰
140	بروں سے پرہیز کا سبب برائی سے بچنا ہے	۷۱
141	غسل خانہ میں پیشاب کرنا بیماری کا سبب	۷۲

مال و دولت

142—156

142	دنیا کی تابناکی نبی اکرم ﷺ کے اندیشے کا سبب	۷۳
144	مال و دولت انسان کی آزمائش کا سبب	۷۴
145	انفاق فی سبیل اللہ برائی سے بچنے کا سبب	۷۵
146	محتاجی دست سوال دراز کرنے کا سبب	۷۶
148	اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا زیادہ اجر کا سبب	۷۷
149	صلہ رحمی، درازی عمر اور رزق میں وسعت کا سبب	۷۸
150	کمزور و ناتواں لوگ رزق کا سبب	۷۹
151	ظاہری فقر و فاقہ حقیقی برتری کا سبب	۸۰
153	زیادہ حیثیت والوں کو دیکھنا نعمت خداوندی کی ناقدری کا سبب	۸۱
154	اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد و نجات کا سبب	۸۲
156	کفر دنیا بٹورنے کا سبب	۸۳

جامع اعمال

157—159

157	ذکر خداوندی تمام نیکیوں کا سبب	۸۴
158	دو کلمے ہدایت اور نجات کا سبب	۸۵
159	دو کلمے میزان عمل کو باوزن بنانے کا سبب	۸۶

متفرقات

160—176

160	نبی اکرم ﷺ کی جدائی کی خبر حضرت معاذ کے رونے کا سبب	۸۷
162	ہر حال میں صبر مومنوں پر انعام خداوندی کا سبب	۸۸
163	اچھے کام پر تعریف کرنا پیشگی بشارت کا سبب	۸۹
164	جانور پر ظلم کرنا جہنم کا سبب	۹۰
165	نااہل کو منصب دینا قیامت کا سبب	۹۱
167	قانون خداوندی کی پامالی انتقام کا سبب	۹۲
168	احتیاط شیطان کے شر سے بچنے کا سبب	۹۳
169	قبلے کی طرف تھوکنہ اللہ اور رسول ﷺ کو ایذا دینے کا سبب	۹۴
170	مسجد میں پابندی سے نماز پڑھنا مومن ہونے کا سبب	۹۵
171	قبروں کو مسجد بنانا لعنت کا سبب	۹۶
172	نابالغ بچوں کی نیکیاں والدین کے اجر کا سبب	۹۷
173	سات صفتیں رحمت الہی کے سایے میں رہنے کا سبب	۹۸
174	اذان کے بعد درود پڑھنا رحمت الہی کا سبب	۹۹
175	دل کی پاکیزگی نیک اعمال کا سبب	۱۰۰
176	مصادر و مراجع	

پیش لفظ

۲۰۱۴ء میں ڈیوک یونیورسٹی (امریکا) میں ایم اے کا فائنل سال تھا اور فائنل مقالے کے لیے ایک ایسے موضوع کا انتخاب کرنا تھا، جو پچاس ساٹھ صفحات میں سما سکے۔ غور و فکر کے بعد میں نے اپنا موضوع ”علمائے ہند کے درمیان معتاد شریعت پر بحث و مباحثے کا تنقیدی جائزہ“ منتخب کیا۔ مقالہ لکھنے کے لیے جب میں نے کام کا آغاز کیا تو سب سے پہلے عہد صحابہ سے لے کر عصر حاضر تک کے اصول فقہ سے متعلق اقوال، اس موضوع پر لکھی گئی تحریریں، رسالے اور کتابوں کو غور کے ساتھ پڑھا۔ علمائے احناف میں امام ابو بکر جصاص (۳۰۵ھ/۷۲۸) کی الفصول فی الاصول، امام سرخسی (م ۴۹۰ھ) کی المبسوط، شوافع میں امام الحرمین عبدالملک جوینی (۴۷۸ھ/۱۰۸۹) کی غیاث الامم فی التیثاظ، حنابلہ میں ابن تیمیہ (۷۲۸ھ/۱۳۲۸) کا مجموعہ فتاویٰ اور ابن قیم جوزیہ (۷۵۱ھ/۱۳۵۱) کی اعلام الموقعین، مالکیہ میں علامہ ابرہیم المعروف بہ امام شاطبی غرناطی (م ۷۹۰ھ) کی ”الموافقات“ خاص طور پر مطالعے کا حصہ رہیں۔ علم مقاصد کو شہرت امام شاطبی ہی سے ملتی تھی، اس لیے ”الموافقات“ پر توجہ زیادہ مرکوز رہی۔ اس دوران عربی اور انگلش میں لکھے گئے مختلف مقالے اور کتابیں بھی زیر مطالعہ رہیں۔

میں چوں کہ حدیث نبوی کا ادنیٰ طالب علم ہوں، اس لیے کسی بھی بحث کو پہلے علم حدیث کے پیرایے میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مصر اور عالم عرب میں آج کل علم حدیث پر بہت زیادہ کام ہو رہا ہے اور خاص طور پر علمائے کرام حدیث نبوی کے موضوعاتی مطالعے پر مختلف گوشوں سے بحث کرتے ہیں اور پی ایچ ڈی اور ایم فل میں بھی طلبہ کسی ایک موضوع پر حدیث جمع کرتے ہیں اور اس کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہیں۔ میں نے جب تلاش کیا تو پتا چلا کہ مقاصد کے موضوع پر حدیث

شریف کا کوئی مجموعہ کم از کم میرے محدود مطالعے میں منظر عام پر نہیں آیا ہے، تاہم ورود حدیث یا اسباب ورود حدیث کے موضوع پر علمائے حدیث نے اصول حدیث کی کتابوں میں جزوی طور پر بحث ضرور کی ہے۔ امام سراج الدین بلقینی (۸۰۵ھ/۷۲۴ھ) شافعی نے اپنی کتاب ”محاسن الاصلاح“ میں ۶۹ روئیں نوع کے تحت اسباب حدیث پر گفتگو کی ہے۔ حافظ ابن حجر (۸۵۲ھ/۷۷۳ھ) نے ”مختبہ الفکر“ کی شرح ”زہمۃ النظر“ میں کچھ کتابوں کا ذکر کیا ہے، مگر وہ کتابیں اب تک سامنے نہیں آسکی ہیں۔ امام سیوطی (۹۱۱ھ/۸۴۹ھ) نے اس موضوع پر مستقل رسالہ اللمع فی اسباب ورود الحدیث یا اسباب ورود الحدیث کے نام سے ترتیب دیا ہے، جس میں گیارہ ابواب کے تحت اٹھانویں حدیثیں، احادیث کی مختلف کتابوں سے ذکر کیا ہے۔ امام سیوطی نے اپنی اس کتاب میں صحت کا التزام نہیں کیا ہے۔ گذشتہ کچھ سالوں سے اسباب حدیث کے موضوع پر عربی زبان میں کتابیں، پی ایچ ڈی اور ایم فل کے مقالے بھی لکھے جا رہے ہیں، تاہم ان کی بھی تعداد گنی چنی ہی ہیں۔

میں نے فروری ۲۰۱۴ء میں طے کر لیا کہ ایم اے سے فراغت کے بعد مقاصد کے موضوع پر حدیث پاک کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے گا۔ ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء کا رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ نمودار ہوا، میں نے اسی رمضان میں کم از کم سو حدیثوں کا مجموعہ تیار کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تراویح کی نماز سے فراغت کے بعد سحری کے وقت تک رمضان شریف کے نصف اول میں صحاح، سنن، اور مسانید کے مختلف ابواب کا مطالعہ شروع کیا اور کوشش یہ کی کہ ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا جائے جن میں کسی بھی مقصد کا بیان، لفظی یا معنوی طور پر واضح ہو، کیوں کہ احکام کی حدیثیں عام طور پر علت اور مقاصد پر یقیناً روشنی ڈالتی ہیں، مگر وہ مقاصد اور علت اکثر اوقات توضیح کے محتاج ہوتے ہیں، جن کو فقہائے کرام بخوبی اپنی کتابوں میں اجاگر کرتے ہیں۔ میں نے یہ کوشش کی کہ ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا جائے، جس میں کسی توضیح کی ضرورت نہ پڑے، بلکہ محض حدیث کو پڑھنے سے مقصد کی طرف ذہن چلا جائے اور اگر کچھ ابہام رہ جائے تو حدیث کا عنوان اور اس کا معنی اس ابہام کو دور کر دے۔ اسی دوران یہ بھی خیال آیا کہ کئی حدیثیں مقصد سے زیادہ سبب کے معنی کو واضح کرتی ہیں، اس لیے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ پہلا حصہ جس میں واضح طور پر مقاصد کی

حدیثیں ہوں اور دوسرا حصہ جس میں واضح طور پر اسباب کی حدیثیں ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے رمضان شریف کے نصف اول میں مطالعے کا کام ہو گیا اور نصف اخیر میں مسودے کا کام بھی مکمل ہو گیا۔ رمضان کے بعد علمی مصروفیات اور دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئیں کہ مشکل سے مبیضہ کا مرحلہ پار کر سکا۔ ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء کے رمضان سے پہلے گرچہ کتاب کا علمی مواد مقدمے کے ساتھ پورا ہو چکا تھا، تاہم کچھ فنی چیزیں باقی رہ گئی تھیں، جس کے لیے دقت نظر کی ضرورت تھی، اس لیے ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء کے رمضان کا نصف اول بھی اس کی فنی تزئین و آرائش میں صرف ہو گیا اور رمضان کے بعد اس کی طباعت کی تیاری ہو گئی۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب سے متعلق چار اہم باتیں ضروری ہیں:

(۱) میں نے خاص طور پر یہ خیال رکھا ہے کہ اس مجموعے میں صرف صحیح یا حسن حدیثیں ہوں، اس لیے حدیث کی مشہور اور معتبر کتابوں کے حوالے سے ہی حدیثیں منتخب کی گئی ہیں۔ متفق علیہ حدیثوں کی تعداد ۴۶، صحیح بخاری کی حدیثوں کی تعداد ۱۰، صحیح مسلم کی حدیثوں کی تعداد ۲۸، سنن ابی داؤد کی حدیثوں کی تعداد ۵، سنن ترمذی کی ۵، سنن نسائی کی ۱، اور مسند امام احمد ابن حنبل کی حدیثوں کی تعداد ۵ ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیثوں کے بارے میں تو کوئی کلام ہی نہیں، مگر دیگر کتب کی حدیثوں کا جب ذکر کیا تو اس میں بھی یہ خیال رکھا کہ وہ کم از کم حسن کے درجے پر ہوں، اس لیے ایک مقام کے علاوہ جہاں بھی مسند امام احمد بن حنبل کے حوالے سے جب کوئی حدیث آئی تو اس کے ساتھ یا تو امام ترمذی کی سنن یا امام ابن حجر ہیتمی کی مجمع الزوائد سے حکم بھی نقل کر دیا۔ امام ابوداؤد کی حدیثوں کے ساتھ حکم اس لیے نقل نہیں کیا کہ ان کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ جس حدیث پر وہ حکم نہیں لگاتے وہ صحت اور حسن کے درجے میں ہوتی ہے، لہذا ان کی شرط پر ہی اعتماد کیا گیا ہے۔ اسی طرح امام نسائی کی بعض حدیث گرچہ متکلم فیہ ہیں، مگر میں نے جس حدیث کا انتخاب کیا وہ صحیح ہے، غرض کہ اس مجموعے میں کوئی ضعیف حدیث نہیں۔

(۲) اس مجموعے کی ترتیب کے وقت یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا جائے جو اخلاق اور اصلاح احوال سے متعلق ہوں۔ مقاصد کی حدیثوں کو چار بنیادی موضوعات: مقاصد اخلاق، مقاصد علم، مقاصد عمل اور مقاصد احکام کے تحت ذیلی عنوان کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ اسباب

کی حدیثوں کو سات بنیادی موضوعات: عظمت رسول، قرآن کریم، دعا، اخلاقیات، مال و دولت، جامع اعمال اور متفرقات کے تحت دیگر ذیلی عنوان کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔

(۳) حدیث کا عنوان ہی حدیث کے مقاصد اور سبب کا پتا دیتا ہے، جب کہ امام سیوطی نے اپنے مجموعے میں حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کے سبب سے متعلق دوسری روایت بھی نقل کی ہیں۔

(۴) موضوعات کی تقدیم و تاخیر بھی پوری توجہ کے ساتھ کی گئی ہے۔ مقاصد کے حصے میں اخلاق کے موضوعات کو اس لیے پہلے رکھا گیا ہے کہ اخلاق ہی تمام چیزوں کا اصل ہے اور اسباب کے حصے میں عظمت رسول ﷺ سے متعلق حدیثیں پہلے رکھی گئی ہیں، کیوں کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اعتراف ہی ایمان کی بنیاد ہے۔ اسی طرح مقاصد کے حصے کا اختتام احکام اور اسباب کے حصے کا اختتام دعا کی حدیثوں پر کیا گیا ہے کہ جب انسان اخلاق اور عمل کے مقاصد کو درست کر لیتا ہے تو شریعت کے احکام پر عمل کا ذوق بڑھ جاتا ہے اور اسی طرح جب عظمت رسول ﷺ سے مومن کا دل وارفتہ ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں قرآن اور دیگر اعمال کی محبت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ ہمیشہ محبت رسول ﷺ کے واسطے سے دنیا اور آخرت کی سرخروئی کی دعا میں مصروف رہتا ہے۔

یہ کتاب اہل علم کے لیے علم حدیث میں نئے گوشے کی رہنمائی کرتی ہے، اساتذہ اور طلبہ کے لیے علمی مواد فراہم کرتی ہے، خطبا اور مقررین کے لیے بہترین سرمایہ ہے اور عوام کے لیے نسخہ کیسیا۔ اس کتاب کی ہر حدیث میں ایک جہان معنی پوشیدہ ہے۔

اخیر میں میں اپنے ہر دل عزیز دوست مولانا خوشتر نورانی (مدیر اعلیٰ: ماہ نامہ جام نور، دہلی) کا شکر گزار ہوں کہ کتاب کی ترتیب میں انھوں نے اپنے گراں قدر اور تجرباتی مشوروں سے نوازا اور اس کی ایڈیٹنگ میں معاونت فرمائی۔ عزیزم مولوی عبدالعلیم قادری بھی مستحق ہیں کہ انھوں نے بہت توجہ سے اس کی پروف ریڈنگ کی۔ اس کتاب کی ترتیب میں اگر کوئی خامی رہ گئی ہے تو وہ میرے علم و فہم کا قصور ہے اور جو حسن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے رسول ﷺ کے فیضان کرم کا صدقہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو اصلاح احوال کا ذریعہ بنائے، آمین۔

منظر الاسلام ازہری

یکم جولائی ۲۰۱۶ء

مقدمہ

اسلام میں مقاصد کی اہمیت اور تاریخی تسلسل:

خدائے قدیر نے انسان کو پیدا کیا، دو آنکھیں اور کان دیے، جس سے وہ دیکھ اور سن سکے۔ عقل اور دماغ دیا جس سے وہ سوچ کر دل میں معنی اور مفہوم کو اتار سکے۔ انسان جس قدر اس دنیائے فانی میں اپنے عقل و دماغ کا استعمال کر کے خالق کائنات کے پیدا کیے ہوئے عجائبات میں غور و فکر کرتا ہے اسی قدر خالق حقیقی اور قادر مطلق سے اس کا قرب بڑھتا چلا جاتا ہے۔ انسان کے ان اعضا اور اس کے ڈھانچے کا بیان خدائے قدیر کی کتاب نے بار بار کیا ہے جس کا مطلب انسان کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دینا ہے۔ اس کائنات ارض و سما، چاند و سورج اور عجائب قدرت کا وجود معبود حقیقی کے وجود کی دلیل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا کی تمام چیزیں کسی نہ کسی اعتبار سے اسباب و علل کے درجے میں ہیں، جن کے ذریعے معبود حقیقی کی معرفت ہوتی ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ یہی حال خدائے حکیم کے اتارے ہوئے قوانین کا بھی ہے۔ پروردگار عالم نے انسان کو زندگی گزارنے کا سلیقہ سمجھایا ہے، اس کے لیے کچھ قوانین بھی متعین کیے ہیں۔ ان قوانین کا تعلق اسباب و علل، غرض و غایت اور مقاصد سے بہت گہرا ہے، جس کا بیان خدائے حکیم نے خود اپنی مقدس کتاب میں اکثر قوانین کے بعد فرمایا ہے۔ عبادات، معاملات اور اخلاق ہر پہلو کا بیان خدا کی مقدس کتاب میں موجود ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس قانون کی حکمت اور اس کے فائدے کی بھی تصریح کر دی گئی ہے۔ ان قوانین کے بعد ان کی حکمتوں اور ان کے مقاصد کا بیان اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ مقاصد و اغراض کی اسلامی قوانین میں غیر معمولی اہمیت ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی دانشوروں نے فقہ اور اصول فقہ کی کتب جب مرتب کی تو اپنی بساط کے مطابق

قوانین کی حکمتوں اور اس کے مقاصد کا بیان بھی کیا ہے۔

تمام فقہی مذاہب کے علمائے نے جب اصول فقہ کے موضوع پر اپنا قلم اٹھایا تو الفاظ قرآن اور حدیث اور ان کے سمجھنے کے طریقے پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ نصوص کے معنی کو کس طرح سمجھا جائے گا، اس کی گہرائی میں کیسے پہنچا جائے گا اور حکم کی علت اور اس کے مقاصد کو کس طرح اجاگر کیا جائے گا، پر کھل کر بحث کی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں امام شاطبی نے خاص کرا حکام کی علت اور اس کے مقصد پر اپنی کتاب ”الموافقات“ کا ایک مکمل جز وقف کر دیا ہے۔ تقریباً تین سو سال تک علمائے اسلام تک ان کی تحریر نہیں پہنچ سکی تھی، گذشتہ ایک سو سال سے اہل علم ان کی کتاب سے پوری طرح واقف ہوئے اور اس کے مختلف گوشوں پر کام شروع کیا، یہاں تک کہ اب ان کے کام کی دھمک برصغیر میں بھی پہنچ رہی ہے اور برصغیر کے علما اور دانشوران اس پر کام کرنے کا ارادہ ظاہر کر رہے ہیں بلکہ اس موضوع پر بعض تصنیفات بھی منظر عام پر آچکی ہیں۔ راقم الحروف نے بھی اس موضوع کو اپنے مطالعے کا حصہ بنایا ہے اور اب جب کہ راقم کی کتاب ”مقاصد حدیث“ زیور طبع سے آراستہ ہونے جا رہی ہے تو مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر ایک جامع مقدمہ تحریر کر دیا جائے، جس سے موضوع کی اہمیت اور سرسری تاریخ کا پتہ چل جائے۔

زیر نظر مقدمے میں پہلے مقصد کی تعریف اور اس سے قریب استعمال ہونے والے الفاظ کا بیان، اس کے بعد مقاصد کا استعمال قرآن و حدیث میں اور پھر عہد صحابہ اور ائمہ میں مختلف معنوں میں اس کا استعمال اور پھر علمائے اسلام کا اس موضوع پر بحث کرنے کا بیان ہے۔ بحث کے آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ عہد حاضر میں مغربی دانشوروں کی دلچسپی نظریہ مقاصد میں کیوں کر ہے، فاقول وباللہ التوفیق۔

عربی زبان میں مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ:

عربی زبان میں مقاصد کی ترجمانی ان الفاظ سے کی گئی ہے: علت، حکمت، مصلحت، معنی، مغزی، مناسبت، اسرار شریعت وغیرہ۔ مگر حکمت، علت، سبب، معنی، نیت اور مصلحت کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے، اس لیے ان الفاظ کا اصطلاحی مفہوم بیان کیا جاتا ہے تاکہ مقاصد شریعت

کا مفہوم اور اس کی اہمیت آسانی سے سمجھ میں آسکے۔ ان الفاظ کے مفہوم سے پہلے مقصد اور مقاصد کو سمجھنا بھی فائدے سے خالی نہیں ہوگا۔ ذیل میں ہر ایک لفظ کی تعریف اور مقاصد سے اس کا تعلق ذکر کیا جاتا ہے۔

علم مقاصد کی تعریف علامہ ریسونی نے ان الفاظ سے کی ہے:

ہی الغایات التي وضعت الشريعة لأجل تحقيقها المصلحة العباد۔

(نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی: ۶)

مقاصد ان غایتوں کا نام ہے جن کی وضع شریعت نے بندے کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لیے کی ہے۔

حکمت:

علمائے اصول نے حکمت کی تعریف اس طرح کی ہے:

الحكمة غاية الحكم المطلوبة بشرعه كحفظ الأنفس والأموال بشرع القود والقطع۔ (شرح مختصر الروضہ ۳/۳۸۶)

حکمت نام ہے ایسے قانون یا حکم کا جس کی مشروعیت سے مراد اس کے مطلوبہ مقاصد کا حصول ہو، مثلاً قصاص کی مشروعیت کا مقصد انسانی جان کا تحفظ اور چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹنے کی مشروعیت کا مقصد مال کا تحفظ ہے۔

امام غزالی نے علت اور حکمت کی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”حکمت سے ہماری مراد ایسی مصلحت ہے جو کسی بھی حکم کے مناسب اور موافق ہو۔“

ہمارے زمانے میں علم مقاصد پر گہری نظر رکھنے والے محقق ڈاکٹر احمد ریسونی کا ماننا ہے کہ ”حکمت“ پوری طرح مقصد شارع کا مترادف ہے۔ یہ اور بات ہے کہ فقہاء ”مقصد“ سے زیادہ ”حکمت“ کا استعمال کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وشریعی کے حوالے سے حکمت کی ایک تعریف ذکر کرتے ہوئے لکھا:

کسی حکم کے اثبات یا اس کی نفی کی حکمت عین مقصود ہے، مثلاً سفر کی مشقت کی وجہ

سے قصر اور روزہ نہ رکھنے کا حکم۔ (نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی: ۲۱)

علت:

علمائے اصول نے اس لفظ کے معنی اور مفہوم پر عمدہ روشنی ڈالی ہے اور اس کے مختلف استعمال پر بحث کی ہے۔ مگر امام شاطبی نے اس کا ایسا معنی ذکر کیا ہے جو نظریہ مقاصد سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ شاطبی اس لفظ کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

فالمراد بها الحكم والمصالح التي تعلق بها الأوامر أو الإباحة
والمفاسد التي تعلق بها النواهي فالمشقة علة في إباحة القصر، والفطر
في السفر والسفر هو السبب الموضوع سببا للإباحة. فعلى الجملة
العلة هي المصلحة نفسها أو المفسدة لا مظنتها، كانت ظاهرة أو غير
ظاهرة منضبطة أو غير منضبطة۔ (موافقات ۲۰۱/۱)

علت سے مراد ایسی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن سے اوامر یا اباحت وابستہ ہوتی ہیں۔ یا ایسے مفاسد ہیں جن سے نوایہ متعلق ہوتی ہیں۔ غرض کہ سفر میں نماز کی قصر اور روزہ نہ رکھنے کی علت مشقت ہی ہے اور سفر ہی وہ سبب موضوع ہے جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ملی ہے اور نمازوں کی قصر جائز قرار دی گئی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عین مصلحت یا عین مفسدہ کا نام علت ہے، اس کا ظن و وہم کافی نہیں، خواہ وہ علت ظاہر ہو یا غیر ظاہر منضبط ہو یا غیر منضبط۔

علت کا مفہوم یہ بھی واضح کرتا ہے کہ مقاصد شریعت اور علت کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور فقہائے اسلام علت سے حکمت اور مصلحت ہی مراد لیتے ہیں اور یہ کہ حکمت اور مصلحت اسلامی قوانین کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سبب:

امام شاطبی نے اس کا مفہوم اس طرح ذکر کیا ہے:

فالمراد به ما وضع شرعا لحكم لحكمة يقتضيها ذلك الحكم، كما
كان حصول النصاب سببا في وجوب الزكاة والزوال سببا في وجوب
الصلاة، والسرقه سببا في وجوب القطع۔ (الموافقات ۲۰۱/۱)

اس کا معنی یہ ہے کہ شرعاً کسی قانون کا ورود کسی حکمت کی بنیاد پر ہوا ہو اور یہ حکمت خود اس قانون کی بنیاد بھی ہو۔ مثلاً نصاب کا مالک ہو جانا زکوٰۃ کے واجب ہو جانے کا سبب ہے، زوال کے وقت کا ختم ہو جانا نماز کے وقت کا سبب ہے اور چوری کرنا ہاتھ کاٹنے کا سبب ہے۔

سبب کا معنی یہ ہے کہ جو شرعاً کسی حکمت کی بنیاد پر ایسے حکم کے لیے موضوع ہو کہ وہ حکم خود اس حکمت کے متقاضی ہو۔ مثلاً نصاب کا مالک ہو جانا زکوٰۃ کے واجب ہو جانے کا سبب ہے جو فقیر کی ضرورت کے پورا کرنے کا متقاضی ہے اور زوال عرفی نماز کے واجب کا سبب ہے جو منعم کے شکر کا متقاضی ہے اسی طرح چوری کرنا ہاتھ کاٹنے کے واجب کا سبب ہے جو مال کے تحفظ کا متقاضی ہے۔
معنی اور معانی:

متقدمین فقہاء اور علمائے اصول کے نزدیک مقصد کی بجائے لفظ 'معنی' یا 'معانی' کا استعمال کثرت کے ساتھ ملتا ہے اور انہوں نے کبھی تو اس لفظ کو جمع (معانی) اور کبھی واحد (معنی) کے طور پر استعمال کیا ہے۔ علامہ فخر الاسلام بزدوی نے فقہ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

القسم الثاني إتقان المعرفة به، وهو معرفة النصوص بمعانيها۔

(كشف الأسرار ۱۲/۱)

دوسری قسم، فقہ کی پوری معرفت ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ نصوص کے معانی میں ٹھوس طریقے سے گہرائی پیدا ہو جائے۔
شرح میں مذکورہ عبارت کے تحت ہے:

والمراد من المعاني، المعاني اللغوية والمعاني الشرعية التي تسمى عللاً، وكان السلف لا يستعملون لفظ العلة وإنما يستعملون لفظ المعنى أخذاً من قوله ﷺ: لا يحل دم امرء مسلم إلا باحدى معان ثلاث، أى علة، بدليل قوله إحدى بلفظة التائيت وثلاث بدون الهاء۔

(كشف الأسرار: ۱۲/۱)

معنی سے مراد لغوی اور شرعی دونوں ہی معانی ہیں، جنہیں علت کہا جاتا ہے۔ سلف لفظ

’علت‘ کا استعمال نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ وہ لفظ ’معنی‘ کا استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کے استعمال کی بنیاد نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث تھی کہ کسی مسلمان کا قتل صرف تین معنوں میں سے کسی ایک کی بنیاد پر جائز ہو سکتا ہے، یعنی تین علتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی وجہ سے۔ اس پر دلیل حدیث میں وارد مؤنث کا صیغہ ’احدی‘ ہے اور ’ثلاث‘ بغیر تائید کے ہے۔

فخر الاسلام بزدوی کی تشریح سے یہ واضح ہو گیا کہ متقدمین فقہانے اگرچہ مقصد کا استعمال نہیں کیا، مگر لفظ ’مقصد‘ کی ادنیٰ کی لیے جس لفظ کا انتخاب کیا وہ پوری طرح مقصد کے معنی سے ہم آہنگ ہے۔

نیت:

شریعت کے مقاصد میں نیت کا غیر معمولی دخل ہے، اس لیے اس کی شرعی تعریف کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ امام سیوطی نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

ہی عبارة عن انبعاث القلب نحو ما يراه موافقا لغرض من جلب نفع أو دفع ضرر حالا أو مالا، والشرع خصه بالإرادة المتوجهة نحو الفعل لا بتغاء رضائهم وامتثال حكمه۔ (الأشباه والنظائر: ۳۰)

قلب میں ان چیزوں کی طرف انفعالی کیفیت کا پیدا ہونا، جنہیں قلب اپنا موافق تصور کرتا ہے، کسی ایسے غرض کی وجہ سے جس سے فی الحال یا مستقبل میں جلب نفع یا دفع مضرت کا حصول ہوتا ہو، تاہم شریعت میں نیت دل کے اس خاص ارادے کا نام ہے جس سے صرف رضائے الہی یا حکم الہی کی تابعداری مقصود ہو۔

امام سیوطی کی تعریف میں جلب منفعت اور دفع مضرت کا لفظ حکمت اور مصلحت کے معنی کو واضح کرتا ہے اور حکمت و مصلحت مقصد کے مترادف ہیں، جیسا کہ اس تحریر میں ڈاکٹر ریونی کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے، لہذا نیت کو مقصد سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔

مصلحت:

امام غزالی کے نزدیک مصلحت کا معنی شریعت کے مقاصد کی حفاظت ہے اور جمہور علمائے

اصول نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے:

المقصود من شرع الحكم إما جلب مصلحة أو دفع مضرّة أو مجموع

الأمرين۔ (الاحکام: ۳۸۹/۳)

شریعت جب کسی حکم کا بیان کرتی ہے تو اس سے یا تو مصلحت کا حصول یا نقصان کا ازالہ یا دونوں ہی چیزیں مقصود ہوتی ہیں۔

مقاصد شریعت پر جن علمائے کرام نے گفتگو کی ہے ان میں اکثر کی بنیاد یہی لفظ مصلحت ہے۔ علامہ عز بن سلام شافعی نے مقاصد شریعت بیان کرنے کے لیے اسی لفظ مصلحت کا استعمال کیا ہے اور اس موضوع پر پوری کتاب تصنیف کی ہے۔

مذکورہ الفاظ اور اصطلاحات کی تعریف ملاحظہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا مقاصد شریعت سے گہرا ربط ہے۔ قرآن و سنت میں جب کسی حکم کا بیان ہوتا ہے تو عام طور پر اس حکم کی غرض و غایت اور مقصد بھی بیان کر دی جاتی ہے اور فقہائے اسلام ان اغراض و مقاصد کو اجاگر کرنے کے لیے علت، مصلحت، نیت، حکمت، سبب وغیرہ جیسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔

غرض کہ مقاصد شریعت ایک ایسا عنوان ہے جس کی اہمیت فقہائے اسلام کے نزدیک اس لیے مسلم ہے کہ اس سے اسلامی قوانین کی غرض و غایت سمجھ میں آتی ہے جس کی روشنی میں فقہیہ کو کسی مجتہد فیہ مسئلے میں اخذ و ترک کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ ان الفاظ کا معنی و مفہوم جان لینے کے بعد قرآن، حدیث، عہد صحابہ اور ائمہ اور بعد میں آنے والے علماء و مفکرین کے نزدیک مقاصد شریعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

مقاصد شریعت ایک ایسا موضوع ہے جس کی اہمیت جس قدر بھی بیان کی جائے کم ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں اور حدیث مصطفیٰ ﷺ کے جملے اس کی بین دلیل ہیں۔ قرآن کریم نے علم مقاصد کی طرف کسی حکم شرعی کی حکمت اور اس کی علت کے ذریعے اشارہ کیا ہے۔ کتاب الہی میں تخلیق کائنات کے ساتھ ساتھ اس کی حکمت، تخلیق انسان کے ساتھ اس کے اسرار و وجود، ارسال رسل کے ساتھ اس کے رموز اور احکام شرع کے ساتھ اس کے مقاصد کا بیان بڑے واضح انداز

میں موجود ہے۔ سورہ ذاریات میں اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے اغراض و مقاصد کا بیان اس طرح کیا ہے:

وما خلقت الجن والانس إلا ليعبدون۔ (ذاریات: ۵۶)

جنات اور انسان کی تخلیق کا مقصد خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔

سورہ مومنوں میں انسانی تخلیق کے عام مقاصد پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے:

أفحسبتم أنما خلقناكم عبثاً وأنكم إلينا لا ترجعون۔ (مؤمنوں: ۱۱۵)

کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ تمہاری تخلیق کا کوئی مقصد ہی نہیں اور تم خدائے قادر کی طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟

قرآن کریم کے نزول کا مقصد اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ذلک الكتاب لا ریب فیہ ہدی للمتقین۔ (بقرہ: ۲)

اس کتاب میں ذرہ برابر بھی شک نہیں اور اس کے نزول کا مقصد تقویٰ اختیار کرنے والوں کی رہنمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا قانون بھی اپنی کتاب میں بہت ہی واضح الفاظ

میں بیان کیا ہے اور ان قوانین کے بارے میں یہ بھی فرما دیا کہ اس کا مقصد تمہیں کسی پریشانیوں

کے راستے پر چلانا نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

یُرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ (بقرہ: ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ تم سے آسانیوں کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہیں دشواریوں میں ڈالنے کا قطعاً

اس کا کوئی ارادہ نہیں۔

عبادتوں کا حال بھی کچھ کم نہیں۔ خدائے حکیم نے فرائض و واجبات کا جہاں بیان کیا وہیں

ان کی حکمتوں اور ان کے مقاصد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ روزے کے بارے میں ارشاد باری ہے:

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم

لعلکم تتقون۔ (بقرہ: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے

گئے تھے تاکہ تم پر ہیزار ہو جاؤ۔

نماز کے بارے میں ارشاد ہے:

إن الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر۔ (عنکبوت: ۴۵)

نماز کی فرضیت کا مقصد تمہیں برائی اور بے حیائی سے بچانا ہے۔

سیدنا ابراہیم خلیل نے جب بیت اللہ کی تعمیر کا کام مکمل کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا:

وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج

عميق ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله في أيام معلومات على ما

رزقهم من بهيمة الأنعام فكلوا منها وأطعموا البائس الفقير۔

(حج: ۲۷)

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ وہ پیدل چل کر اور لاغر اونٹوں پر سوار ہو کر روئے

زمین کے ہر گوشے سے آجائیں تاکہ اپنے فائدے کے لیے حاضر ہوں اور قربانی

کے خاص دنوں میں چوپایوں کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں، خود بھی کھائیں

اور فقیروں کو بھی کھلائیں۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا اور اس کے مقصد کی طرف اشارہ

اس طرح کیا:

خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكهم بها وصل عليهم إن صلاتك

سكن لهم۔ (توبہ: ۱۰۳)

اے نبی ﷺ آپ ان سے صدقات لے کر ان کے مالوں کا تزکیہ کر دیجیے اور ان

کے لیے دعا بھی کیجیے کہ آپ کی دعا ان کے لیے باعث سکون ہے۔

غرض کہ قرآن کریم نے احکام کی حکمتوں اور مصلحتوں کا بیان کہیں بالکل صراحت کے ساتھ

ذکر کیا ہے تو کہیں اجمال اور اشاروں کی زبان استعمال کی ہے اور کہیں ایسا بھی ہے کہ صرف حکم کا

بیان ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کا بیان نہیں۔ ہمارا مفاد ان آیتوں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ

نے احکام کے ساتھ ساتھ اس کی حکمت اور مصلحت پر بھی روشنی ڈالی ہے، جس سے فقہائے کرام

نے درجنوں اصول کا استنباط بھی کیا ہے۔

یہی حال حدیث نبوی ﷺ کا بھی ہے۔ عام طور پر ایسا ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب کسی حکم کا بیان کیا یا کسی صحابی کو کوئی تلقین کی یا کسی مسئلے کی وضاحت کی تو اس کی حکمت اور مصلحت کا بھی بیان فرما دیا۔ نبی اکرم ﷺ جب کسی حکم کا بیان فرماتے یا کوئی عمل کرتے تو اس میں تیسیر اور آسانی کا پہلو غالب رہتا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں:

”جب بھی نبی اکرم ﷺ کوئی کام کرتے تو گرچہ وہ عمل آپ کو بہت پسند ہوتا، مگر اس خوف سے کہ کہیں امت پر وہ عمل فرض نہ ہو جائے چھوڑ دیتے۔“

ما سبح رسول الله ﷺ سبحه الضحى قط، وإنى لأسبحها، وإن كان رسول الله ﷺ ليدع العمل وهو يحب أن يعمل به خشية أن يعمل به الناس فيفرض عليهم۔ (مؤطا امام مالک، باب صلاة الضحى: ۱۰۳)

نبی اکرم ﷺ نے جب بھی چاشت کی نماز پڑھی، میں نے بھی پڑھی، نبی اکرم ﷺ کو کوئی عمل بہت زیادہ پسند ہوتا، مگر اس پر اس خوف سے عمل ترک کر دیتے کہ کہیں وہ فرض نہ ہو جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی تخلیق کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا:

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إنما بعثت لأتمم صالح الأخلاق۔

(مسند الامام أحمد بن حنبل: ۲/۳۸۱، حدیث: ۸۹۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری بعثت کا مقصد اچھے اخلاق کی تکمیل ہے۔

امام بیہقی نے امام احمد کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کر کے کہا کہ اس کے تمام راوی صحیح

کے راویان میں سے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۸/۱۸۸)

فرمان رسالت مآب ﷺ کی روشنی میں یہ چند مثالیں ہیں جب کہ احادیث و آثار کی

کتابیں ان مثالوں سے بھری پڑی ہیں جہاں دینی احکام کی توضیح، اس کی غرض و غایت اور اس کے مقاصد پر نبی اکرم ﷺ نے پوری طرح روشنی ڈالی ہے۔

مدرسہ نبوی سے فارغ ہونے والے صحابہ (جنہیں خدائے حکیم نے عقل و خرد کی لازوال دولت سے سرفراز فرمایا تھا) نے بھی دینی احکام میں مقاصد و مصالح کی پوری رعایت کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عہد صحابہ میں اسلامی سلطنت کا رقبہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ جو لوگ اب تک اسلام سے وابستہ نہیں ہو سکے تھے، اسلام کی جامعیت سے متاثر ہو کر خدائے وحدہ لا شریک کو اپنا معبود حقیقی تسلیم کرنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے حجاز کے چھوٹے سے علاقے سے مشرق میں چین تک اور مغرب میں اندلس کے کلیساؤں تک اسلامی ترانہ گونجنے لگا۔

اسلام قبول کرنے والے یہ عجمی ممالک اپنی اپنی تہذیبی شناخت رکھتے تھے۔ اسلام سے وابستگی کے بعد صرف اسلامی شناخت ہر قوم اور ملک کی علامت بن گئی، تاہم علاقہ اور وقت کے اعتبار سے عرب و عجم کی اپنی اپنی ضروریات تھیں اور ان تمام ضرورتوں کا تفصیلی بیان قرآن و سنت میں واضح شکلوں میں موجود نہیں تھا۔ اس دور میں پیش آنے والے مسائل اور ضرورت بھی عہد رسالت سے الگ نوعیت کے تھے۔ لہذا صحابہ کرام کو اس کے حل کے لیے عقلی جولانیت کا سہارا لینا پڑا۔ جب کوئی نیا مسئلہ ان کے سامنے پیش آتا جس کا ذکر قرآن کی واضح آیتوں اور صحیح حدیث میں موجود نہیں ہوتا تو مقاصد و مصالح کی روشنی میں وہ مسئلے کا حل تلاش کرتے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق صحابہ کرام نئے مسائل میں رائے اور قیاس پر عمل کرتے تھے جن کا تعلق شارع کی مراد کو سمجھنے سے ہے۔

”وہما من باب فہم مراد الشارع“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۹/۲۸۶)

رای اور قیاس کا تعلق شارع کا مقصد سمجھنے سے ہے۔

فہم صحابہ کی مثال:

نبی اکرم ﷺ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو مسئلہ خلافت میں جس قدر مہاجرین اور انصار کا اختلاف واقع ہوا وہ تاریخ اسلام کے اوراق میں پوری طرح مذکور ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش قدمی کرتے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا

اعلان کیا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ کسی قدر انتشار سے اسلامی معاشرے کو محفوظ رکھا جائے، جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مقصد میں کامیابی بھی ملی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں نہایت ہی غور و فکر کے بعد جمع قرآن کا بیڑا اپنے سر اٹھایا۔ جمع قرآن سے ان کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کریم کو ضائع ہونے سے بچا لیا جائے، اس کی وجہ جنگ یمامہ میں قراصحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد کی شہادت تھی، اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مختلف قبائل کے لوگوں کو مختلف لہجات میں قرآن کریم کی قراءت کرتے دیکھا تو قرآن کریم کے تمام نسخوں کو ایک طرف کر کے صرف ایک نسخے یا مصحف پر لوگوں کو جمع کیا اور اس ایک مصحف پر لوگوں کو اکٹھا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کہیں یہ اختلاف قراءت کسی اور بڑے اختلاف کا سبب نہ بن جائے، لہذا اس سے پہلے ہی اس سبب کو ختم کر دیا۔

عہد تابعین میں بھی اسباب تقریباً وہی تھے جو عہد صحابہ میں تھے۔ تابعین نے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نئے مسائل میں مقاصد و مصالح کو پوری طرح پیش نظر رکھا۔ حضرت ابراہیم نخعی جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں کہا کرتے تھے:

إن أحكام الله تعالى لها غايات هي حكم ومصالح راجعة إلينا۔

(ابن رشد و علوم الشریعہ، ڈاکٹر العبیدی، ص: ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ کے احکام کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں اور ان مقاصد و مصالح کی حکمتوں میں ہمارا ہی فائدہ ہوتا ہے۔

عہد تابعین سے متصل ائمہ اربعہ کا زمانہ ہے بلکہ امام اعظم ابو حنیفہ خود جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان ائمہ کرام نے مسائل کے استخراج میں استطلاع، استحسان، قیاس، مناسبتہ، عرف، سد ذرائع وغیرہ جیسے عقلی اصول کو غیر معمولی اہمیت صرف اس لیے دی کہ ان کی روشنی میں احکام خداوندی کے مقاصد اور اسلامی قوانین کے مصالح کی پوری رعایت کی جاسکے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک استحسان کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ استحسان میں حالات زمانہ کی رعایت اور لوگوں کے احوال کو پوری طرح پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ نص میں جب کوئی مسئلہ اجمالی طور پر مذکور ہوتا ہے تو اس کی توجیہ اور ظن غالب و اجتہاد کے ذریعے اس کی تشریح

کرتے وقت استحسان سے ہی استفادہ کیا جاتا ہے۔ علامہ ابو بکر جصاص حنفی (۳۰۵ھ-۳۷۰ھ) نے استحسان کا دو مفہوم بیان کیا ہے۔ پہلا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

استعمال الاجتهاد و غلبة الرأي في إثبات المقادير الموكولة إلى اجتهادنا
و آرائنا نحو تقدير متعة المطلقات، قال الله تعالى: ”و متعوهن على الموسع
قدره و على المقتر قدره متاعا بالمعروف حقا على المحسنين۔“

(البقرة: ۲۳۶)

استحسان کا پہلا معنی یہ ہے کہ ایسے مسائل میں اجتهاد اور غلبہ رائے کا استعمال کیا جائے جن کے مقدار کی تعیین اجتهاد اور علما کی رائے پر مبنی ہو۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں مطلقہ کو متعہ دینے کا بیان فرمایا ہے اور اس میں انسان کے عمر و دیر کے حالات کی پوری رعایت کی گئی ہے، تاہم متعہ کی مقدار کا بیان بالکل نہیں کیا گیا۔ اس بیان کا دار و مدار ظن غالب پر ہے، لہذا انسان کے حالات کی روشنی میں اجتهاد اور ظن غالب کا جو فتویٰ ہوگا وہی استحسان کا معنی ہے۔

(الفصول فی الاصول: ۲۳۳/۴)

دوسرا مفہوم علامہ جصاص نے اس طرح بیان کیا ہے:

ترك القياس إلى ما هو أولى منه۔ (الفصول في الأصول: ۲۳۴/۴)

قیاس ترک کر کے جو راجح اور اولیٰ ہو اس کو اپنالیا جائے۔

علامہ جصاص نے اس معنی کی تشریح دو طریقوں پر کی ہے اور ہر طریقے پر فقہی اصول اور جزئیات سے دلیل بھی پیش کی ہے، مگر ہمارے مطلب کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ فقہ حنفی میں استحسان کا وہی درجہ ہے جو فقہ مالکی میں مصالح کا درجہ ہے۔

شمس الائمہ سرخسی (م ۳۹۰ھ) نے ”المبسوط“ میں استحسان کے چار معنی ذکر کیے ہیں: یہ

ایسے معانی ہیں جن سے نظریہ مقاصد اور استحسان دونوں ہی کا مفاد ایک نظر آتا ہے۔

وہ رقم طراز ہیں:

الاستحسان ترك القياس والأخذ بما هو أوفق للناس۔ وقيل الاستحسان

طلب لسهولة في الأحكام فيما يتلى فيه الخاص والعام. وقيل الأخذ
بالسعة وابتغاء الدعة. وقيل الأخذ بالسماحة وابتغاء ما فيه الراحة.
وحاصل هذه العبارات أنه ترك العسر لليسر وهو أصل في الدين.

(المبسوط: ۱۰/۱۳۵، كتاب الاستحسان)

[۱] استحسان کا معنی ہے قیاس ترک کر کے ایسی صورت کو اپنا لیا جائے جو لوگوں کے
حالات سے زیادہ مطابقت رکھتا ہو۔

[۲] ایسے مسائل جن سے عوام و خواص ہر ایک ان میں مبتلا ہوں، ایسے مسائل میں
آسانیاں تلاش کرنا استحسان کہلاتا ہے۔

[۳] استحسان کا مفہوم ہے کہ مشکلات سے دور ہو کر توسع کو اپنا لیا جائے۔

[۴] استحسان کا معنی ہے سہولت اور نرمی سے استدلال کرنا اور ایسی صورتوں کو تلاش
کرنا جس میں سہولت ہو۔

ان تمام عبارتوں کا مفنا دیہ ہے کہ سختی چھوڑ کر آسانی کا طریقہ اپنایا جائے اور دین میں
یہی اصل ہے۔

ان چار نکات کو سامنے رکھ کر امام مالک کے نظریہ مصلحت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے
کہ حنفی استحسان اور مالکی مصلحت دونوں ہی کا مفاد مقاصد شریعت کی رعایت ہے، اس لیے امام
مالک کے نزدیک شرعی مسائل میں مصلحت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ امام مالک سے خاص
طور پر مصالح مرسلہ پر کوئی نص موجود نہیں ہے، تاہم بعد میں آنے والے مالکی علما نے امام سے
منقول جزئیات کی روشنی میں اس قاعدے کا استخراج کیا ہے اور اسے دلیل سے مزین بھی کیا۔

امام شہاب الدین قرانی مالکی (۶۸۳ھ-۶۲۶ھ) نے ”شرح تنقیح الفصول“ میں مالکی
مذہب کے اصول کے بارے میں تفصیلات کے ضمن میں ”مصالح مرسلہ“ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

المصلحة المرسله والمصالح بالإضافة إلى شهادة الشرع لها بالاعتبار

عن ثلاثة أقسام: ما شهد الشرع باعتباره وهو القياس الذي تقدم، وما

شهد الشرع بعدم اعتباره نحو المنع من زراعة العنب لئلا يعصر خمرا،
وما لم يشهد له باعتبار ولا بالغاء وهو المصلحة المرسله وهي عند
مالك رحمه الله تعالى حجة۔ (شرح تنقيح الفصول: ۱/۴۴۶)
مصالح اس حیثیت سے کہ شریعت میں ان کے اعتبار کی کوئی دلیل موجود ہو، اس کی
تین قسمیں ہیں:

- (۱) شریعت نے جس کے معتبر ہونے کی شہادت دی ہو اور یہ قیاس ہے۔
- (۲) شریعت نے جس کے اعتبار نہ کرنے کی شہادت دی ہو، مثلاً انگور کی کھیتی سے
اس لیے منع کیا گیا کہ کہیں انسان اس سے شراب نہ بنانے لگے۔
- (۳) شریعت نے جن امور کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کی کوئی شہادت نہ دی ہو۔
امام مالک کے نزدیک اسی آخری صورت کو مصلحہ مرسلہ سمجھا جاتا ہے اور یہی حجت
بھی ہے۔

امام مالک نے مصالح مرسلہ سے استدلال کیا تو بعض شوافع علما جنہوں نے گہرائی سے اس
اصول کا مطالعہ نہیں کیا تھا، یہ کہہ دیا کہ امام مالک نے فقہائے اسلام کے درمیان متفق اصول جس
کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، کے علاوہ ایک نیا قاعدہ بنا لیا ہے۔ قرآن و سنت میں کہیں بھی اس کی
بنیاد نہیں ملتی، مگر امام شاطبی مالکی، امام قرافی مالکی اور علامہ ابیاری جیسے محققین نے اس نظریے کی
غلطی ثابت کر دی ہے اور بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک ”مصلحت“ اور
امام مالک کے قاعدہ مصالح مرسلہ میں کوئی فرق نہیں۔ علامہ ابیاری شرح برہان میں لکھتے ہیں:

هو عين ما ذهب إليه مالك، وقد رام إمام الحرمين التفريق بين المذهبين
وهو لا يجد إلى ذلك سبيلا، فالمصلحة المرسله يتمسك بها كثير
من الأئمة إلا أن الإمام مالكا عمل بها في بناء الأحكام أكثر من غيره۔

(جز من شرح تنقيح الفصول ۲/۴۹۸)

یہ ٹھیک وہی قاعدہ ہے جس سے امام مالک نے استدلال کیا ہے۔ امام الحرمین نے
شافعی اور مالکی مذہب کے درمیان فرق کرنے کی کوشش کی، مگر وہ اس میں کامیاب

نہیں ہو سکے۔ مصالح مرسلہ سے بہت سارے علما نے استدلال کیا ہے تاہم امام مالک کے نزدیک اس کا استعمال کثرت کے ساتھ ملتا ہے۔

امام قرافی مالکی ”نفائس الاصول“ میں لکھتے ہیں:

يحكى أن المصالح المرسلة من خصائص مذهب مالک، وليس كذلك بل المذاهب كلها مشتركة فيها، فإنهم يعقلون ويفرقون في صور النقوض وغيرها، ولا يطالبون أنفسهم بأصل يشهد لذلك الفارق بالاعتبار بل يعتمدون على مجرد المناسبة وهذا هو عين المصلحة المرسلة ثم أن الشافعية يدعون أنهم أبعد الناس عنها وأقربهم إلى مراعاة الأصول والنصوص، وقد أخذوا من المصلحة المرسلة أوفي نصيب وحظ حتى لم يجاوز فيها۔ وهذا إمام الحرمين قيم مذهبهم وصاحب ”نهاية مطلبهم“ واضع كتابه ”الغياثي“ ضمنه أمورا من المصالح المرسلة التي لم نجد لها في الشرع أصلا يشهد بخصوصها بل بجنسها، وهذا هو المصلحة المرسلة۔ كل هذه التفاريع غير أنها مصلحة شهد الشرع باعتبار جنسها فقط ولا نعني بالمصلحة المرسلة إلا ذلك فلو قيل للشافعية هم أهل المصالح المرسلة دون غيرهم لكان ذلك هو الصواب والإنصاف۔ (نفائس الأصول في شرح المحصول: ٢٩٦/٣)

کہتے ہیں کہ مصالح مرسلہ کا استعمال مالکی مذہب کی ہی خصوصیت ہے، جب کہ مسئلہ ایسا نہیں، بلکہ تمام ہی فقہی مذاہب اس سے استدلال کرتے ہیں، تمام مذاہب کے فقہاء اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور باہم تعارض کی صورت میں فرق بھی کرتے ہیں۔ اس تفریق پر کسی دلیل کا مطالبہ بھی نہیں کرتے، بلکہ محض مناسبہ پر عمل کرتے ہیں اور یہی مصالح مرسلہ کا معنی ہے۔ شواہع یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس قاعدے کا بالکل ہی استعمال نہیں کرتے ہیں اور اصول و نصوص کی سب سے زیادہ رعایت کرتے ہیں، جب کہ مصالح مرسلہ سے انھوں نے پورا پورا استفادہ کیا ہے۔

یہ دیکھئے امام الحرمین جو شافعی مذہب میں جبل شامخ کی حیثیت رکھتے ہیں، نے اپنی کتب میں مصالحوں کا اس قدر استعمال کیا ہے کہ ان کی اصل بھی شریعت میں نہیں ملتی ہے۔ (امام قرانی نے اس کے بعد کئی مثالیں دی ہیں) اس کے بعد لکھا کہ یہ ایسے مصالحوں ہیں، جن کی نہ تو خصوص پر کوئی دلیل ہے اور نہ ہی ان کے جنس پر شریعت میں کوئی دلیل موجود ہے اور مصالحوں سے ہماری مراد یہی ہے۔ شافعیوں کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ وہی اصحاب مصالحوں کے ہیں۔

امام شاطبی نے امام مالک کے نزدیک استحسان کی حیثیت پر تفصیلی بحث کی ہے اور اسے مصالحوں اور مقاصد سے پوری طرح مربوط کر دکھایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امام مالک پر تنقید کرنے والوں کا بھرپور مدلل جواب بھی دیا ہے۔ (الموافقات ۱۰۶/۴)

امام قرانی، شاطبی اور دیگر مالکی علما کی تحقیقات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام مالک کے نزدیک مصالحوں کا جو مفہوم ہے وہی امام شافعی کے نزدیک مصلحت کا مفاد ہے اور قیاس کے ضمن میں استحسان سے استفادہ کر کے مقاصد شریعت کی پوری رعایت بھی کی ہے۔ امام شافعی کے فقہی مسائل اور اصولی مباحث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ انہوں نے لفظ استحسان کا استعمال نہیں کیا اور اس کی مخالفت بھی کی ہے تاہم ان کے نزدیک قیاس کی اوٹ میں استحسان کے معنی کا استعمال پوری طرح ملتا ہے۔ امام شافعی کے فقہی جزئیات میری بات پر روشن دلیل ہیں۔ ان جزئیات میں جانے سے پہلے خود ان کی تالیف کردہ کتاب ”الرسالہ“ کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی مقاصد شرع سے پوری طرح واقف اور ان کا استعمال کرنے پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ قرآن کریم کے معانی و مقاصد کے فہم پر پورا زور دیتے ہیں۔

”الرسالہ“ میں کیفیت بیان کے تحت پانچ وجوہ کا ذکر کرنے بعد رقم طراز ہیں:

إنما خاطب الله العرب بلسانها على ما تعرف من معانيها، وكان مما تعرف من معانيها اتساع لسانها وأن فطرته أن يخاطب بالشئ منه عاما ظاهرا يراد به العام الظاهر، ويستغني بأول هذا منه عن آخره، وعاما ظاهرا يراد به العام ويدخله الخاص فيستدل على هذا ببعض ما خاطب به فيه، وعاما

ظاہر ایراد بہ الخاص، و ظاہر ای عرف فی سیاقہ اُنہ یراد بہ غیر ظاہرہ۔

(الرسالۃ، ص: ۵۲، فقرہ: ۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے عرب سے ایسی زبان میں خطاب فرمایا جس کے ذریعے وہ معانی کا ادراک کر سکیں، جس چیز سے وہ معانی کا ادراک کرتے تھے اس کا تعلق زبان کی وسعت پر منحصر تھا۔ عرب اپنی فطرت کے اعتبار سے کسی چیز کے لیے بالکل عام اور ظاہر کے ذریعے خطاب کرتے تھے اور اس سے عام ظاہر ہی مراد لیتے تھے اور جب عام ظاہر کا اطلاق کرتے تو مراد میں کسی دوسری چیز کے محتاج نہیں ہوتے۔ کبھی وہ عام ظاہر بولتے اور عام اس طور پر مراد لیتے کہ اس میں خاص بھی داخل ہو جاتا، پھر اس سے وہ بعض ان چیزوں میں دلیل لاتے جس کے ذریعے ان سے خطاب کیا گیا۔ کبھی ان کا کلام عام ظاہر ہوتا اور اس سے خاص مراد لیتے اور کبھی ظاہری کلام کے ذریعے غیر ظاہر معنی مراد لیتے جس کی پہچان سیاق سے ہوتی۔

”الرسالۃ“ کی مذکورہ عبارت سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ امام شافعی کے پیش نظر فہم قرآن ایک بڑے مقصد کی حیثیت رکھتا تھا۔ لہذا اس میں کچھ شک نہیں کہ امام شافعی نے بھی علم مقاصد کی غیر معمولی اہمیت کو سمجھا ہے اور آگے بڑھے تو امام الحرمین عبد الملک جوینی، امام غزالی اور امام رازی وغیرہ شوافع علمائے اصول نے مصلحہ کے اصول کا زبردست استعمال اپنی اپنی تحریروں میں کیا ہے اور اسے اسلامی قانون کے ایک مستقل قاعدے کی حیثیت دی ہے۔

امام غزالی نے المستصفیٰ میں ”مصلحہ“ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس کا معنی بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا مطلب شریعت کے مقاصد کی حفاظت ہے اور شریعت کے مقاصد دین، جان، عقل، نسل، اور مال یعنی پانچ ہیں۔ جس چیز سے بھی ان پانچ مقاصد کی حفاظت ہوگی وہ ”مصلحت“ ہے اور جن چیزوں سے ان مقاصد کے فوت ہونے کا احتمال ہوگا وہ ”فساد“ ہے اور اس کا دور کرنا مصلحت۔

ان پانچ مقاصد کی حفاظت مصلحت کے اعلیٰ مراتب میں سے ہے۔ (المستصفیٰ: ۱/۴۱۷)

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علمائے حنابلہ کے نزدیک بھی مصلحہ کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ امام احمد نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح مصلحہ اور مقاصد کی کتاب و سنت، اجماع اور

قیاس کے مقابلے میں علیحدہ کوئی قسم نہیں کی ہے، بلکہ قیاس کے تحت ہی ایک اصول سمجھتے ہیں اور اس کی روشنی میں جزئیات کا استخراج بھی کرتے ہیں۔ ابن قیم جوزیہ (جن کا شمار فقہائے حنابلہ میں ہوتا ہے) نے لکھا ہے کہ شریعت کے ان امور جن کا تعلق معاملات سے ہے، کی بنیاد مصلحت اور منع فساد و مضرت سے ہے اور اس کا انتساب انھوں نے امام احمد بن حنبل کی طرف کیا ہے۔

(احمد بن حنبل، البوزہرہ، ص: ۲۹۷)

یہ تو مقاصد کے بارے میں ہر فقہی مذہب کا انفرادی نظریہ تھا۔ اجتماعی طور پر دیکھا جائے تو فتاویٰ اور اصول میں قاعدہ الامور بمقاصدھا (معاملات کا دار و مدار مقصد پر ہے)، ہر فرقہ میں یکساں مقبول ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری حنفی نے ”الاشباہ“ میں اس قاعدہ کا بیان کیا ہے اور اس کے تحت متعدد جزئیات درج کی ہے (الاشباہ ر ۳۴)۔ دیگر مذاہب کی فقہ اور اصول کی کتابیں اس قاعدے کے اجرا پر شاہد عدل ہیں۔

غرض کہ قرآن و حدیث، صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کی بحثوں اور طریقہ کار سے یہ پتہ چل گیا کہ اسلامی قوانین میں مقاصد اور مصلحت کی غیر معمولی اہمیت ہے، یہی وجہ ہے کہ ابتدا سے ہی اس بنیادی نکتے کو پیش نظر رکھ کر اسلامی قوانین اور احکام کی تخریج کی گئی ہے، تاہم تاریخی اعتبار سے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ لفظ مقاصد اور مصلحت کا استعمال کس فقیہ اور عالم دین نے صراحت کے ساتھ کیا ہے۔ ذیل میں اس نکتے پر ایک سرسری تاریخی نظر ڈالی جاتی ہے۔

لفظ مقاصد اور مصلحت کا استعمال:

● چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں ”نوادراصول“ کے مؤلف امام ابو عبد اللہ حکیم ترمذی (م ۳۲۰ھ) کے بارے میں محققین کا ماننا ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے اپنی کتاب کے عنوان میں لفظ ”مقاصد“ کا استعمال کیا ہے اور نماز کے اسرار و رموز پر ایک کتاب تحریر کی، جس کا نام انھوں نے ”الصلاة و مقاصدھا“ رکھا۔

● چوتھی صدی ہجری میں ہی امام ابو بکر قتال شاشی المعروف بالقتال الکبیر (م ۳۶۵ھ) نے ایک کتاب ”محاسن الشریعة“ کے عنوان سے تالیف کی۔ اس کتاب میں انھوں نے شریعت کے مقاصد، احکام خداوندی کی غرض و غایت، شرعی قوانین کی سہولت اور شرعی قوانین کا

انسان کے لیے رحمت ہونا جیسے نکات کو اجاگر کیا ہے اور شرعی قوانین کی خصوصیت کا بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے۔ کتاب کے مقدمے میں رقم طراز ہیں:

غرض الكتاب الذي قدرنا تأليفه في الدلالة على محاسن الشريعة ودخولها في السياسة الفاضلة السمحة و لصورها بالعقول السليمة و وقوع نورده من الجواب لمن سأل عن عللها موقع الصواب والحكمة۔ (محاسن الشريعة، ص: ۹۰)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کتاب کی تالیف کی توفیق دی ہے۔ اس میں ہم شریعت کے محاسن کو اجاگر کریں گے اور جن لوگوں کے اذہان میں شرعی حکم اور مصالح سے متعلق کچھ خدشات ہیں اس کا بھی جواب دیں گے۔

● پانچویں صدی ہجری میں امام الحرمین عبدالملک جوینی (۷۸۷ھ/۷۴۱ھ) نے اپنی کتاب اصول فقہ میں لفظ مقصد اور مقاصد کا استعمال کثرت کے ساتھ کیا ہے۔ امام جوینی نے زکوٰۃ اور عشر کے فنڈ کا استعمال یہ کہہ کر جائز قرار دیا ہے کہ اگر خزانہ خالی ہو، حکومت کے پاس زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ کوئی دوسرا فنڈ موجود نہیں ہو اور دشمن کا خطرہ ہو تو ملک کے دفاع کی غرض سے حکومت وقت کے زکوٰۃ اور عشر کا استعمال جائز ہے۔ جب امام جوینی سے پوچھا گیا کہ اس کی دلیل کیا ہے، تو انھوں نے جواب دیا کہ شریعت کے دلائل پر نظر ڈالنے سے شریعت کا مزاج معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قوانین کا دار و مدار مصلحت اور مصلحت پر ہے، لہذا میں نے شریعت کے مزاج کو پیش نظر رکھ کر یہ فتویٰ دیا ہے۔

امام جوینی ہی وہ عالم دین ہیں جنھوں نے ضروریات خمسہ (دین، جان، عقل، نسل اور مال) کا تعارف کرایا، یہی پہلے عالم دین ہیں جنھوں نے مقاصد شریعت کی تین تقسیم ضروریات، حاجیات اور تحسینیات سے کی۔ انھوں نے قاعدہ مقاصد پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین کے ساتھ مقاصد کی تطبیق بھی کی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے مقاصد بیع، مقاصد اجارہ، مقاصد تیمم وغیرہ کے عنوان سے ان شرعی احکام پر تفصیلی اور ان کے مقاصد کی اہمیت پر پوری بحث کی ہے۔ امام جوینی کی کتاب ”البرهان في اصول الفقه“ اور ”غياث الأمم في التياث الظلم“ المعروف بـ ”الغياثي“ مقاصد اور اغراض شریعت کے بیان پر بہترین کتابیں ہیں۔

● پانچویں صدی ہجری میں شمس اللائمہ امام ابو بکر سرخسی (م ۳۹۰ھ) نے اپنی کتاب ”المبسوط“

میں لفظ مقصد کا استعمال عبادت، صدقہ وغیرہ کی بحث کے تحت کیا ہے۔ (اصول سرخسی، ۲/۲۹۱)

● پانچویں صدی ہجری کے نصف اخیر میں اسلامی تاریخ میں ایک اور بڑا نام منظر عام پر

آیا، جس کی علمی برتری اور فکری جولانیت نے اقوام عالم کو حیران کر دیا۔ دنیا انھیں امام محمد غزالی

(۵۰۵ھ/۳۵۰ھ) کے نام سے جانتی ہے۔ امام غزالی نے اسلامی علوم و مباحث میں غیر معمولی

شہرت حاصل کی اور خاص طور پر فکر و فلسفہ کو نیا رخ دیا۔ اصول فقہ میں بھی امام غزالی نے ایسا کارنامہ

انجام دیا کہ بعد میں آنے والے علما نے ان اصول کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا۔ امام غزالی نے

اصولی مباحث میں مصلحت کے اصول سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ اسلامی قوانین

کے مقاصد کا تحفظ پانچ چیزوں یعنی دین، جان، عقل، نسب اور مال کے تحفظ میں ہے۔ جو چیزیں

ان پانچ چیزوں کی حفاظت کے لیے متعین کی جائیں گی، اس کا تعلق مصلحت عامہ سے ہوگا اور یہ ہر

دین اور ملت میں موجود ہے۔ امام غزالی رقم طراز ہیں:

وهذه الأصول الخمسة حفظها واقع في رتبة الضرورات فهي أقوى

المراتب في المصالح۔ ومثاله قضاء الشرع بقتل الكافر المضل وعقوبة

الداعى إلى بدعته فإن هذا يفوت على الخلق دينهم وقضاؤه بإيجاب

القصاص إذ به حفظ النفوس، وإيجاب حد الشرب إذ به حفظ العقول

التي هي ملاك التكليف، وإيجاب حد الزنا إذ به حفظ النسل

والأنساب، وإيجاب زجر الغصاب والسراق إذ به يحصل حفظ الأموال

التي هي معاش الخلق وهم مضطرون إليها۔ (المستصفى: ۱/۳۱۷)

ان پانچ قاعدوں کی رعایت مرتبہ ضرورت میں ہے اور یہ مصالح کا سب سے اعلیٰ

درجہ ہے۔ اس کی مثال اسلامی قانون کا وہ حکم ہے جس میں کافر کو قتل کرنے اور ایسا

بدعتی جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہے، کو سزا دینے کا قانون موجود ہے کیوں کہ

اس کی رعایت نہ کرنے میں لوگوں سے دین کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ قصاص

کا قانون نافذ کرنے میں نفس کی حفاظت ہے، شراب کی حد لگانے میں عقل کا تحفظ

ہے، زنا کی سزا نافذ کرنے میں نسل اور نسب کا تحفظ ہے اور لٹیروں اور چوروں کو زجر و توبیخ کرنے میں مال و دولت کا تحفظ ہے۔

اس تفصیل کے بعد امام غزالی نے مرتبہ ضرورت کا دوسرا اور تیسرا درجہ بیان کیا اور ہر ایک کی تفصیل مثال دے کر شریعت کے مصالح اور مقاصد کو اجاگر کیا ہے۔

● امام غزالی کے بعد چھٹی صدی ہجری میں امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ / ۵۴۳ھ) نے امام غزالی کی فکر سے اتفاق کیا اور مصلحت عامہ کی تین قسمیں کی:

[۱] ضروریات

[۲] حاجیات

[۳] اور تحسینیات

رازی نے مصلحہ اور مقاصد سے متعلق ان تین اقسام کو ایک دوسری اصطلاح ”مناسب“ کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ امام رازی نے اپنی کتاب ”المحصول“ میں ”مناسبة“ پر بڑی تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور تین مقدمات اور چھ وجوہ کے ذریعے اسلامی قانون میں مصالح اور حکمت کو ثابت کیا ہے۔ چھ وجوہ کا ذکر کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

فهذه الوجوه الستة دالة على أنه تعالى ما شرع الأحكام إلا لمصلحة

العباد. (المحصول: ۱/۵۶۵)

یہ چھ وجوہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی قانون کو صرف انسان کے فائدے کے لیے وضع کیا ہے۔

امام رازی نے مقاصد و مصالح کی بحث کا ایک نیاز او یہ پیش کیا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی کوئی علت اور غرض نہیں، کیوں کہ اگر احکام الہی کی علت تسلیم کر لی جائے تو اس کا معلل بالا غراض ہونا لازم آئے گا اور یہ واجب کے حکم کے خلاف ہے۔ اس اعتراض سے بچنے کے لیے وہ ”مناسبة“ کو ”علت“ کی دلیل سمجھتے ہیں۔ المحصول میں ہے:

إذا ثبت هذا فنقول: إنالما تأملنا الشرائع وجدنا الأحكام والمصالح

متقارنين لا ينفك أحدهما عن الآخر، وذلك معلوم بعد استقرار

أوضاع الشرائع، وإذا كان كذلك كان العلم بحصول هذا مقتضياً ظناً
حصول الآخر وبالعكس من غير أن يكون أحدهما مؤثراً في الآخر
وداعياً إليه فثبت أن المناسبة دليل العلية مع القطع بأن أحكام الله تعالى لا
تعلل بالأغراض۔ (المحصول ۱/۵۶)

ہم نے جب شریعت میں غور و فکر کیا تو پتہ چلا کہ احکام اور مصالح ایک دوسرے کے
ساتھ ملتے جلتے ہیں اور وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے، لہذا ایک چیز کا علم
حاصل ہونے سے دوسرے کا علم خود بخود حاصل ہو جائے گا، تاہم ایک کا اثر
دوسرے میں ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی ایک دوسرے کا سبب ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے
کہ مناسبہ کسی چیز کی علیت کی دلیل ہے، مگر اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھا
جائے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام معلل بالاغراض نہیں ہیں۔

امام رازی کی مذکورہ عبارت پر بعض محققین نے تنقید کی ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
احکام گرچہ معلل بالاغراض نہیں تاہم یہ بات بھی طے ہے کہ احکام الہی بندوں کے مفاد ہی کے
لیے وضع کیے گئے ہیں۔ امام شافعی نے لکھا ہے:

والمعتمد إنما هو أنا استقرينا من الشريعة أنها وضعت لمصالح العباد
استقراء لا ينازع فيه الرازي ولا غيره. (الموافقات، ۲/۴، کتاب المقاصد)
شرعی قوانین کے استقراء سے ثابت ہے کہ اس کی وضع بندوں کے مصالح کے لیے ہی
ہوئی ہے۔ اس بات سے رازی اور اس کے علاوہ کسی اور کو بھی کوئی اختلاف نہیں۔

امام رازی نے اوپر مذکور پانچ مقاصد سے متعلق کوئی نئی بات نہیں پیش کی بلکہ مذکورہ پانچ
مقاصد سے متعلق ان کی عبارت غزالی کی عبارت سے قریب تر ہے۔ تکرار سے بچنے کی غرض سے
امام رازی کی عبارت سے گریز کیا جاتا ہے۔

● ساتویں صدی ہجری میں علامہ عز بن عبد السلام شافعی (۶۶۰ھ/۵۷۷ھ) جن کی پیدائش
شام کے شہر دمشق میں ہوئی اور بعد میں مصر میں سکونت پذیر ہو گئے، نے مقاصد شریعت پر دل
جمعی کے ساتھ روشنی ڈالی اور ایک کتاب بنام ”قواعد الأحكام في إصلاح الأنام“ لکھا۔ اس

کتاب میں انھوں نے مصلحت اور فساد کے معنی و مفہوم اور اس کے فائدے و نقصانات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے پوری اسلامی شریعت کو ازالہ فساد اور اکتساب مصلحت پر منحصر کر دیا ہے۔ ان کی ایک عبارت کا خلاصہ ملاحظہ کیجیے:

اس کتاب کا مقصد طاعات اور معاملات اور دیگر تمام تصرفات کا بیان ہے تاکہ بندے اس کے حصول کی کوشش کریں۔ اسی طرح اس کتاب میں مخالفت کے مقاصد کا بھی بیان ہے تاکہ بندے اس سے دور رہ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مباحات کی مصلحتوں کا بھی بیان ہے تاکہ بندے اپنے اختیار سے افعال کا انتخاب کر سکیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں بعض مصالح کا بعض سے مقدم ہونا اور بعض کا بعض سے موخر ہونے کا بھی بیان ہے۔ پوری شریعت کا مدار ازالہ فساد یا جلب مصلحت کی نصیحت سے عبارت ہے۔ (قواعد الاحکام ۱/۱۴)

● ساتویں صدی ہجری کے اخیر میں علامہ عز بن عبد السلام کے ایک ہونہار شاگرد امام شہاب الدین قرانی (۶۸۳ھ/۶۲۶ھ) نے بھی مقاصد و مصالح کے بارے میں اپنے استاذ کی پیروی کی ہے اور اسلامی قوانین کا تعلق حکمت اور مصلحت سے جوڑا ہے۔ ان کی کتاب ”البروق فی الفروق“ اور ”المحصول“ کی شرح ”نفائس الأصول“ اس پر واضح دلیل ہے۔ شریعت کی قسم بیان کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

شریعت کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کا نام اصول فقہ ہے اور دوسرے کا نام فقہی قواعد کلیہ ہے، جس کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ سارے قواعد شریعت کے اسرار و رموز اور حکمت پر مبنی ہیں۔ (البروق فی الفروق: ۲/۱-۳)

”جلب منفعت اور دفع مضرت“ سے متعلق قرانی نے اپنے استاذ کی بھرپور پیروی کی ہے اس لیے اس تفصیل کا کوئی فائدہ نہیں۔

● آٹھویں صدی ہجری میں اصول فقہ کی تاریخ میں بڑا نام علامہ سلیمان بن عبد القوی نجم الدین طوفی جنبلی (م ۱۶ھ) کا ہے۔ علامہ طوفی نے شرعی قوانین کی مصلحت اور اس کی حکمتوں کا دل کھول کر بیان کیا ہے۔ ان ابجاث کی تفصیل ان کی کتاب ”مختصر الروضة“ اور امام نووی کی چالیس حدیثوں کی شرح بنام ”التعیین فی شرح الأربعین“ میں موجود ہے۔ ان کا ماننا ہے

کہ اسلامی قوانین کا مقصد انسان کی رعایت اور بندوں کے مصالح کی حفاظت ہے۔

(رسالہ طوفی، ص ۱۶، ۱۵)

علامہ طوفی نے جس دلیری کے ساتھ مقاصد و مصالح پر روشنی ڈالی ہے یہ ان ہی کا حصہ ہے۔ بعض ایسی باتیں بھی آگئی ہیں جن سے اتفاق مشکل ہے۔ مثلاً وہ یہ مانتے ہیں کہ معاملات کے باب میں مصلحت کو نص پر ترجیح ہوگی اور نص کی تخصیص بھی اس سے جائز ہے۔

(التعیین فی شرح الأربعین: ۲۸۰-۲۳۳)

● آٹھویں صدی ہجری کے نصف اول میں عالم اسلام میں ایک اور نام مشہور ہوا، جس کو دنیا نے اسلام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ/۶۶۱ھ) کے نام سے جانتی ہے۔ ابن تیمیہ کی شخصیت ان کے مختلف افکار کی وجہ سے تنازع سے گھری ہوئی ہے، تاہم علم و تحقیق میں ان کا اپنا مقام ہے۔ فقہی اعتبار سے وہ حنبلی مذہب سے اپنا تعلق جوڑتے ہیں۔ ان کی شخصیت اس اعتبار سے ممتاز نظر آتی ہے کہ انھوں نے بھی مقاصد اور مصالح پر روشنی ڈالی ہے اور مقاصد کی بنیاد پر شرعی احکام کا استخراج کیا ہے اور شرعی مقاصد و مصالح کے منکرین پر سخت تنقید کی ہے۔ لکھتے ہیں:

من أنکر ما اشتملت علیہ الشریعة من المصالح والمحاسن والمقاصد
التي للعباد في المعاش والمعاد- فهو منخطئ ضال يعلم فساد قوله
بالضرورة۔ (مجموع الفتاوى: ۱۷۹/۸)

جو لوگ اسلامی قوانین میں مصلحتوں، اس کے حسن اور مقاصد کا انکار کرتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں اور گمراہ ہیں، ان کا قول بدیہی طور پر ناسد ہے۔
ایک دوسری جگہ عقائد پر بحث کے ضمن میں لکھا:

فأئمة الفقهاء متفقون على إثبات الحكمة والمصالح في أحكامه الشرعية۔

(منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية ۱/۱۲۳)

تمام فقہائے ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی قوانین کی بنیاد حکمت اور مصلحت پر ہے۔

اسی مذکورہ کتاب میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور قوانین کا مقصد

بندے کو اس کی بجا آوری پر نفع پہنچانا اور اس کے ترک پر نقصان اٹھانا ہے۔ (ایضاً: ۳۶/۳)

● اسی زمانے میں علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیم جوزیہ (۷۵۱ھ/۶۹۱ھ) کا نام بھی مشہور ہوا۔ ابن قیم جوزیہ اپنے زمانے میں علم و فضل میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ عقائد میں اپنے استاذ کے نظریے کے ہی حامی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت بھی متنازع ہے، تاہم شرعی اصول اور مباحث میں ان کی بھی اپنی الگ پہچان ہے۔ شرعی مقاصد و مصالح پر انھوں نے بھی جامع بحث لکھی ہے اور اسلامی قوانین کا مصالح و مقاصد سے گہرا رابطہ ثابت کیا ہے۔ اپنی مشہور تصنیف ”إعلام الموقعین“ میں لکھتے ہیں:

الشریعة مبنیہا وأساسها علی الحکم ومصلح العباد فی المعاش
والمعاد، وهي عدل کلها ورحمة کلها ومصلح کلها۔ فکل مسألة
خرجت عن العدل إلى الجور وعن الرحمة إلى ضدها وعن المصلحة
إلى المفسدة، وعن الحکمة إلى العبث فليست من الشریعة وإن أدخلت
فیها بالتأویل۔ (إعلام الموقعین: ۳/۳)

شریعت کا دار و مدار بندے کی زندگی اور آخرت میں حکمت اور مصالح پر مبنی ہے۔ اسلامی قوانین کامل طریقے سے عدل و انصاف اور مصلحت و حکمت پر مبنی ہے۔ جو بھی مسئلہ عدل و انصاف سے ہٹ کر ظلم و جور سے مربوط ہو جائے، رحمت سے دور ہو کر زحمت بن جائے، مصلحت سے آنکھ موند کر فساد کا شاخسانہ بن جائے اور حکمت سے خالی ہو کر لغو بن جائے تو اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، اگرچہ اس کی ہزار تاویل کر دی جائے۔

● آٹھویں صدی ہجری میں مشرقی دنیائے اسلام سے دور مغرب کی وادی میں ایک بڑا نام افق اسلام پر ظاہر ہوا، جس کے علم و فضل کا اعتراف پوری دنیا کے اہل علم نے کیا، اس معروف عالم دین کا نام علامہ ابرہیم بن موسیٰ بن محمد شاطبی غرناطی (م ۹۰۰ھ) ہے۔ اصول فقہ میں شاطبی کا نام اس حیثیت سے نمایاں ہے کہ انھوں نے اس فن کو ایک نیارخ دیا ہے۔ امام شاطبی ہی کی شخصیت عصر حاضر کے اہل علم اور دانشوروں کا مرکز توجہ ہے، اس لیے مقالے کے اخیر میں مقاصد سے

متعلق ان کے افکار پر ذرا تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے گی۔ یہاں صرف تاریخی تسلسل کی وجہ سے ان کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

● دسویں صدی ہجری میں فقہ حنفی کے افتخار پر ایک مشہور نام علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم مصری (۹۷۰ھ/۹۲۶ھ) کا ہے۔ علامہ ابن نجیم نے حنفی مذہب کے اصول و فروع کو بڑے اچھوتے انداز میں اجاگر کیا ہے۔ فقہ و افتاء سے شغف رکھنے والے علما ان کی کتاب ”الأشباہ والنظائر“ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ابن نجیم نے مذکورہ کتاب میں ”الأمور بمقاصدھا“ کے تحت درجنوں ایسے جزئیات کا تذکرہ کیا ہے جن کا تعلق مقاصد و مصالح اور حکمت و علت سے ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں کے حوالے سے ان جزئیات کا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولو لا خوف الإطالة لأوردن فروعاً كثيرة شاهدة لما استنبطناه من القاعدة، وهي ”الأمور بمقاصدھا“۔ (الأشباہ والنظائر، ۳۵)

اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو اس قاعدے سے متعلق اور بھی بے شمار جزئیات کا ذکر کرتا۔

● عہد وسطیٰ کا ہندوستان بھی علم و فضل کے اعتبار سے اسلامی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ ہندوستانی علما و مشائخ حجاز کا علم حاصل کرتے اور اس قدر انھیں علوم و معارف میں برتری حاصل ہو جاتی کہ انھیں حرمین شریفین میں درس و تدریس کا موقع دے دیا جاتا۔ دہلوی خاندان کے عظیم فرد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۳ھ/۱۱۷۶ھ) کا نام تاریخ اسلام بالخصوص تاریخ ہند میں کسی بھی طرح محتاج تعارف نہیں۔ شاہ صاحب نے مختلف علوم و فنون میں درجنوں کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ”حجة الله البالغة“ ان کی بڑی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے دیگر مباحث کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین کی حکمت اور اس کے مقاصد پر بھی گفتگو کی ہے اور قانون خداوندی کی حکمتوں کو اجاگر کیا ہے۔ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

وقد يظن أن الأحكام الشرعية غير متضمنة لشيء من المصالح، وهذا ظن فاسد تكذبه السنة وإجماع القرون المشهود لها بالخير۔

(حجة الله البالغة: ۱/۲۷)

ممکن ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اسلامی قوانین کا مصالح اور حکمتوں سے کوئی تعلق نہیں، اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کا فاسد گمان ہے اور اس کے اس دعوے کی تکذیب سنت اور قرونِ فاضلہ کے اجماع سے ثابت ہے۔

شاہ ولی اللہ کے علاوہ ہندوستان کے معروف اہل علم اور فقہانے بھی شرعی مقاصد کا اپنی تحریر میں اعتبار کیا ہے اور مسائل اور فتوؤں میں مصالح و مقاصد سے استفادہ بھی کیا ہے۔ ان کے فتاویٰ اور جزئیات کی طرف رجوع کرنے سے فقہ حنفی میں اس قاعدے کی اہمیت کا پتہ بھی چلتا ہے۔ میرے محدود مطالعے میں چونکہ ان علمائے کرام کی اس موضوع پر کوئی مستقل تالیف نہیں، اس لیے ان کے ذکر سے اجتناب کرتا ہوں۔

● عہد حاضر میں عرب علماء اور دانشوروں نے اس موضوع کو اپنے مطالعے کے لیے منتخب کیا ہے اور اس پر پوری دلچسپی اور توجہ سے خامہ فرسائی کر رہے ہیں۔ خاص طور پر مراکش کے علماء اور دانشوروں کی ”مقاصد“ کے موضوع پر مختلف کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔ ذیل میں چند اہم کتاب اور ان کے مؤلفین کا نام ذکر کیا جاتا ہے:

[۱] مقاصد الشريعة الإسلامية ومكارمها: علامہ علاء فاسی مراکش

[۲] نظرية المقاصد عند الإمام الشاطبي: ڈاکٹر احمد ریسونی

[۳] الشاطبي ومقاصد الشريعة الإسلامية: ڈاکٹر حمادی العبيدي

[۴] المقاصد العامة للشريعة الإسلامية: ڈاکٹر یوسف حامد العالم

[۵] طرق الكشف عن مقاصد الشارع: ڈاکٹر نعمان جعیم

● عہد حاضر میں ہندوستان میں بھی بعض اہل علم نے علم مقاصد کی اہمیت پر توجہ دی ہے اور اس عنوان پر کتاب بھی تالیف کی ہے۔ میرے مطالعے میں اس موضوع پر اردو میں ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے ایک کتاب بنام ”مقاصد شریعت“ لکھی ہے۔ صدیقی صاحب نے ایک سرسری تاریخ کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد فقہی جزئیات سے کچھ مسائل کا ذکر کیا ہے، جن کا تعلق مقاصد سے ہے۔ صدیقی صاحب اس ضمن میں تمام حدود و قیود کو پار کر گئے ہیں۔ ان کی کتاب کے

مطالعے سے ایسا لگتا ہے کہ کتاب الہی اور حدیث مصطفیٰ کی حیثیت دوسرے درجے میں ہے اور مقاصد کو نصوص پر بھی ترجیح حاصل ہے۔ انھوں نے مقاصد شریعت کی پانچ قسموں میں توسیع بھی کرنے کی کوشش ہے جو ان کے گمان میں ان پانچ قسموں سے علیحدہ ہیں، مگر غور سے دیکھا جائے تو وہ ان ہی پانچ قسموں میں سے کسی ایک کے تابع ہیں۔ وہ اجتہاد پر غیر معمولی بحث کرتے ہیں اور امام شاطبی کی بحث سے غلط نتیجہ اخذ کر کے اجتہاد کو معمولی علم رکھنے والوں کے لیے بھی روا سمجھتے ہیں۔ اس کتاب میں مقاصد شریعت کے پہلو پر بہت سی مفید باتیں بھی ہیں، جن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

● قابل ذکر بات یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کی عصری دانش گاہوں کے پروفیسران اس موضوع پر پوری تندہی سے کام کر رہے ہیں، تاہم ان کی بحث اور عالم اسلام کے دانشوروں کی بحث میں واضح فرق نظر آ رہا ہے۔ مغربی مفکرین نے ”مقاصد“ کو ہی تمام مسائل کا حل سمجھ لیا ہے۔ اس ضمن میں وہ نصوص کی بالکل ہی رعایت نہیں کرتے اور اکثر نص ان کے نزدیک کسی خاص پس منظر سے متعلق ہو کر مقاصد کے معیار سے میل نہیں کھاتی، اس لیے وہ نص کی بجائے مقاصد کو ترجیح دیتے ہیں۔

امام شاطبی اور مقاصد:

اب تک کی گفتگو سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقاصد شریعت کی اسلامی قوانین میں غیر معمولی اہمیت ہے۔ قرآن و سنت کے نصوص، فقہاء کے اجتہادات، استحسان و قیاس کے اصول و فروع نے اس کی اہمیت کو مزید اجاگر کر دیا ہے۔ تاریخی تناظر میں ہم نے یہ بھی دیکھا کہ لفظ مقاصد اور اس کے ہم معنی الفاظ مصلحہ، مناسبت، علت وغیرہ کا استعمال اسلام کے ابتدائی عہد سے عہد ائمہ اور پھر بعد کے عہد میں پوری طرح موجود تھا۔ امام حرمین، امام غزالی، رازی اور عز بن عبد السلام جیسے جبل علم نے مصلحت اور علت و معلول کی روشنی میں مقاصد شریعت کو پوری طرح اجاگر کیا ہے، مگر اس علم کی شہرت آٹھویں صدی ہجری کے نامور اندلسی عالم، محقق، اصولی، علامہ ابرہیم بن موسیٰ بن محمد شاطبی غرناطی (م ۷۹۰ھ) کے ذریعے ہوئی۔ امام شاطبی سے پہلے جن علمائے مصلحت کی اوٹ میں مقاصد کی بحث کی ان سب کا تعلق مشرق سے تھا، جب کہ امام شاطبی کی شخصیت کا تعلق اسلامی

سلطنت کے مغربی ملک اندلس سے تھا، اس لیے امام شاطبی کے انداز بحث اور مشرقی علما کے انداز بحث میں واضح فرق نظر آتا ہے۔

امام شاطبی کی بحث دو وجہوں سے توجہ کا مرکز بنی۔ پہلی وجہ اسلامی حکومتوں پر زوال کے اثرات ہیں، جب کہ دوسری وجہ اصول فقہ کو ظنیات سے نکال کر قطعیات کا درجہ دے دینا ہے، اس طرح انھوں نے بالجملہ علم مقاصد کو عروج پر پہنچا دیا۔ شاطبی کے زمانے تک اصول فقہ پر لکھی جانے والی کتابوں کا تعلق عام طور پر الفاظ کی بحث سے تھا، مگر امام شاطبی نے نص کے معانی و مفاہیم پر توجہ مرکوز کی اور علم مقاصد کو اصول فقہ کا مستقل حصہ بنانے پر پورا زور صرف کر دیا، یہاں تک کہ اصول فقہ کو قطعیات میں شمار کر دیا۔

امام شاطبی نے مقاصد کی دو قسمیں کی ہیں: پہلی قسم کا تعلق مقاصد شارع اور دوسری قسم کا تعلق مقاصد مکلفین، یعنی انسانوں سے ہے۔ پہلی قسم یعنی مقاصد شارع کی چار قسمیں بیان کی: اول شریعت کی وضع سے شارع کا مقصد کیا ہے، دوم وضع شریعت سے شارع کا مقصد تفہیم ہے، سوم وضع شریعت سے شارع کا مقصد ان قوانین کے مقتضی کا مکلف بنانا ہے اور چہارم شارع کا مقصد مکلف کو احکام شریعت کا پابند بنانا ہے۔ دوسری قسم یعنی انسانوں کے مقاصد کی بھی متعدد قسمیں کی ہیں۔ ان تمام قسموں کی تفصیل سے پہلے امام شاطبی نے ایک مقدمہ لکھا ہے، جس میں انھوں نے ذکر کیا ہے کہ شریعت کے وضع سے شارع کا مقصد بندوں کے مصالح کی رعایت ہے، پھر یہ ذکر کیا کہ یہ ایسا دعویٰ ہے جس کی صحت یا بطلان پر دلیل قائم کرنا ضروری ہے، مگر میں اس سے اس لیے گریز کرتا ہوں کہ یہ مقام اس بات کا متقاضی نہیں ہے۔ علم کلام میں اس مسئلے پر اختلاف موجود ہے۔

امام رازی نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور افعال کسی بھی تعلیل سے معلل نہیں، جب کہ معتزلہ افعال اور احکام الہی کے معلل اور اس کے بندوں کے مصالح کے موافق ہونے کے قائل ہیں اور یہی اکثر متاخرین فقہاء کا نظریہ بھی ہے۔ لیکن امام رازی نے جب اصول فقہ میں احکام کی علتوں کے اثبات سے بحث کی تو یہ کہہ دیا کہ علت کا معنی ایسی علامتیں ہیں جس سے خاص طور پر احکام کی معرفت ہوتی ہے۔ شاطبی کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی تحقیق کی یہاں کوئی ضرورت

نہیں۔ ہمارا اعتماد قرآن و سنت کے ان نصوص پر ہے جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے احکام کی علتوں اور ان کے مقاصد کا بیان کیا ہے۔ ہم نے جب ان نصوص کا بغور مطالعہ کیا تو یہی پتہ چلا کہ احکام الہی کا مقصد بندوں کے مصالح کی رعایت ہے، ہم اس میں رازی یا کسی اور سے کسی تنازع کا شوق نہیں رکھتے۔ (الموافقات: ۲/۳)

اس کے بعد شاطبی نے قرآن کریم سے کئی آیتوں کا ذکر کیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ کسی حکم کی علت اور اس کے مقاصد کا بیان کیا ہے اور کچھ آگے چل کر پہلی قسم کی تشریح اس طرح کی:

”پہلی قسم شارع کے قوانین وضع کرنے کے مقصد کے بیان میں“

اس قسم کے تحت شاطبی نے تیرہ اصول مسائل کی شکل میں بیان کیے ہیں اور ہر ایک کے تحت شریعت کے بنیادی مقاصد کو اجاگر کیا ہے۔ راقم الحروف صرف پہلے مسئلے کا خلاصہ ذکر کرتا ہے:

شاطبی کہتے ہیں کہ شریعت کا انسان کو کسی بھی حکم کا مکلف بنانے کا مقصد انسان کو شرعی مقاصد کی حفاظت کی طرف لانا ہے۔ ان مقاصد کی تین قسمیں ہیں:

[۱] ضروری

[۲] حاجی

[۳] تحسینی

ضروریات:

دین و دنیا کی مصلحت ضرورت سے وابستہ ہے اور یہ وابستگی ضروری بھی ہے، اگر دین و دنیا کے مصالح کا قیام ضروری نہ ہو تو دنیا کی تباہی کے ساتھ ساتھ آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائے گی۔ دین و دنیا کے مصالح کی حفاظت کے لیے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ پہلی چیز یہ ہے جس سے اس کے ارکان و قواعد کا قیام عمل میں لایا جاسکے اور یہ کسی احکام کی پابندی کے وقت وجود میں آتا ہے۔ دوسری چیز ایسی ہے کہ جس سے کسی بھی طرح کے خراب یا متوقع خرابی دور کی جاسکتی ہے اور کسی منہیات سے بچنے سے ہوتا ہے۔ غرض کہ عبادات کے تمام اصول کا تعلق جانب وجود میں حفظ

دین سے متعلق ہے۔ اس کی مثال ایمان باللہ، شہادتین کا اقرار، نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی، روزہ اور حج وغیرہ کی بجا آوری ہے۔ حفاظت نفس اور عقل کا تعلق بھی جانب وجود سے ہے، اس کی مثال ماکولات، مشروبات، ملبوسات اور مسکونات وغیرہ ہیں۔ معاملات کا تعلق بھی نسل اور مال کی حفاظت سے ہے اور نفس اور عقل کی بھی حفاظت سے متعلق ہے، مگر اس کا راستہ عادات ہے اور جنایات جو بلفظ دیگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابندی ہے، جانب عدم کی پابندیوں سے متعلق ہے، غرض کہ کل ضروریات پانچ ہیں:

[۱] دین

[۲] نفس

[۳] نسل

[۴] مال

[۵] عقل

کہتے ہیں کہ ان پانچ چیزوں کی رعایت تمام دین و ملت میں ہے۔ (موافقات:

(۸-۷۲)

حاجیات:

شریعت کے اس اصول کی اس وقت ضرورت پڑتی ہے جب کسی مسئلے میں توسع اور حرج اور مشقت کو دور کرنے کا ارادہ ہو۔ اگر اس کا اعتبار نہ کیا جائے تو انسان حرج میں پڑ جائے گا، تاہم یہ حرج اس درجے تک نہیں پہنچ سکے گا کہ عام مصالحوں میں کسی طرح کی کوئی خراب یا بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اس قسم کا تعلق عبادات، عادات، معاملات اور جنایات میں سے ہر ایک سے ہے۔

تحسینات:

اس قسم کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے اچھے اخلاق سے استفادہ کیا جائے اور بری خصلتوں سے پرہیز کیا جائے۔ اس قسم کا تعلق پوری طرح مکارم اخلاق سے ہے اور اس کا استعمال ان ہی چیزوں میں ہوتا ہے جن کا استعمال کہ پہلی دونوں قسموں یعنی ضروری اور حاجی میں

ہوتا ہے۔ (موافقات ۸-۷۲)

امام شاطبی ان میں سے ہر ایک قسم کی تفصیل میں جاتے ہیں اور مختلف فقہی جزئیات سے ہر ایک پہلو کو ثابت کرتے ہیں اور ہر جزئیے کے مقصد اور اس کی حکمت پر روشنی بھی ڈالتے ہیں۔ ان تین قسموں کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے امام شاطبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ ضروریات ہی دونوں قسموں یعنی حاجیات اور تحسینات کی اصل ہیں۔ ضروریات کے معدوم ہونے سے دوسری دو قسمیں بھی معدوم ہو جائیں گی، تاہم ضروریات کو برقرار رکھنے کے لیے بقیہ دو قسموں کی رعایت بھی مناسب ہے۔ اس کے بعد ضروریات باقی دونوں قسموں کی اصل کس طرح ہے، پر دلیل دی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

دین اور دنیا دونوں کے مصالح مذکورہ پانچ چیزوں کی رعایت پر منحصر ہے۔ جن امور کا تعلق مکلف یعنی انسان اور تکلیف یعنی قانون سے ہے اگر ان کی رعایت نہ کی جائے تو دنیا بے معنی ہو کر رہ جائے گی اور اسی طرح آخرت کے امور ان کی رعایت کے بغیر بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ اگر دین کا وجود ختم ہو جائے تو سزا و جزا کا تصور بھی معدوم ہو جائے گا، اسی طرح اگر انسان ختم ہو جائے تو دین اپنانے والے بھی ختم ہو جائیں گے اور اگر عقل ختم ہو جائے تو دین بھی معدوم ہو جائے گا۔ نسل نہ رہے تو عادتاً بقا ہی ختم ہو جائے گی اور اگر مال نہ ہو تو زندگی ہی معطل ہو کر رہ جائے گی۔

(موافقات ۱۲/۲ - ۱۳)

اس طرح ایک لمبی اور تفصیلی بحث کے ذریعے امام شاطبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ ضروریات بقیہ دو قسموں کی اصل ہے۔ امام شاطبی نے اپنی ضخیم کتاب میں جس طرح مسئلہ مقاصد پر روشنی ڈالی ہے، یہ ان ہی کا حصہ ہے۔ اس سے پہلے اس مسئلے پر اگرچہ بحث موجود تھی، مگر امام شاطبی نے مسئلہ مقاصد کو واضح اور منظم انداز میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے اصول فقہ کو قطعی شمار کیا ہے جب کہ ان سے پیش رو علما نے اصول فقہ کو ظن کے دائرے میں رکھا تھا۔ اصول فقہ کو قطعی بنا کر اور مقاصد کو منظم شکل دے کر انھوں نے ایک ایسا زبردست کارنامہ انجام دیا کہ جس سے عصر حاضر میں ابھرنے والے نئے مسائل کو بڑی آسانی سے حل کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے امام شاطبی کے اصول بہت ہی کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مغربی دانشوروں اور یونیورسٹیوں سے منسلک افراد نے امام شاطبی کو ہاتھوں ہاتھ لیا

اور ان کے نظریہ مقاصد سے پوری طرح استفادہ کیا ہے اور اس سلسلے میں ہنوز مقالات اور تحقیقات جاری ہیں۔ ان مغربی مفکرین میں ایک بڑا طبقہ (جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے) مقاصد کے پیش نظر نص کو کلی طور پر بے معنی سمجھتا ہے اور نامور اور بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے مسلم پروفیسران بھی ان ہی کے اتباع میں مقاصد کو نص پر ترجیح دیتے ہیں۔ میں اپنی کسی اور تحریر میں مغربی دانشوری اور مسئلہ مقاصد سے متعلق ان کی چھیڑ چھاڑ پر ان شاء اللہ گفتگو کروں گا۔

یہاں اس بات کی اہمیت ہے کہ مسئلہ مقاصد کی اپنی ایک شناخت اور اہمیت ہے۔ قرآن و سنت کے نصوص اس پر ناطق ہیں۔ جس طرح قرآن کریم کی آیتوں نے مسائل کے بیان میں حکمت کا تذکرہ کیا ہے، اسی طرح حدیث رسول ﷺ میں بیان کی حکمتوں کا تذکرہ موجود ہے۔ میری یہ حقیر سی کوشش اسی بات کو اجاگر کرنے کے لیے ہے۔ ان شاء اللہ مستقبل میں اس عنوان پر حدیث شریف کا ایک بڑا ذخیرہ تیار کرنے کا ارادہ ہے، یا کسی صاحب فکر اور صاحب رائے کو اللہ تعالیٰ توفیق دے تو وہ یہ کام کر جائے۔ میں نے حدیث شریف کے اس نئے گوشے کی طرف ایک اشارہ کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے والا ہے اور وہی مددگار ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

منظر الاسلام ازہری

نارتھ کیرولینا، امریکا

جولائی ۲۰۱۶ء / شوال ۱۴۳۷ھ

مصادر مأخذ

- ۱- ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، الموافقات، تحقیق: مشہور بن حسن ال سلمان، دار ابن عفان، ۱۹۹۷ء
- ۲- سلیمان بن عبد القوی نجم الدین طونی، شرح مختصر الروضہ، تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن ترکی، مؤسسة الرسالہ، بیروت، ۱۹۸۷ء
- ۳- احمد ریونی، نظریة المقاصد عند الامام الشاطبی، المعهد العالی للفکر الاسلامی، ۱۹۹۵ء

- ٣- عبد العزيز احمد بخاري، كشف الاسرار، مطبع شركة صحافية عثمانية، بن طباعت ٢٠٠٨ء
- ٥- زين الدين بن ابراهيم، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، تحقيق: زكريا عميرات، ١٩٩٩ء
- ٦- علي بن احمد آمدي، الاحكام، تحقيق: عبد الرزاق عفيفي، دار صميعة، ٢٠٠٣ء
- ٧- مالك بن انس، مؤطا امام مالك، تحقيق: احمد علي سليمان، دار الغد الجديد، قاهره، ٢٠٠٨ء
- ٨- احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، دار احياء التراث العربي، ١٩٩٣ء
- ٩- نور الدين علي بن عثمي، مجمع الزوائد، تحقيق: حسام الدين قدي، مكتبة قدي، ١٩٩٣ء
- ١٠- احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن تيمية، مجموع فتاوى ابن تيمية، مجمع الملك فهد، ١٩٩٥ء
- ١١- ذاكتر حمادي العبيدي، ابن رشد وعلوم الشريعة، دار الفكر العربي، ١٩٩١ء
- ١٢- احمد بن علي رازي جصاص، الفصول في الاصول، تحقيق: ذاكتر جميل جاشم شمي، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامية، ١٩٩٣ء
- ١٣- شمس الدين سرخسي، المبسوط، دار المعرف، بيروت، ١٩٩٨ء
- ١٤- احمد بن ادريس قراني، شرح تنقيح الفصول في اختصار المحصول في الاصول، تحقيق: مكتب البحوث والدراسات، دار الفكر بيروت، ٢٠٠٣ء
- ١٥- ناصر بن علي غادي، جزم من شرح تنقيح الفصول في علم الاصول، ٢٠٠٠ء
- ١٦- احمد بن ادريس قراني، نفائس الأصول في شرح المحصول، تحقيق: عادل احمد عبد الموجود وعلي محمد عوض، مكتبة نزار مصطفى الباز
- ١٧- الشافعي، الرسالة مصطفى الباي الحلبي، تحقيق: احمد شاكر، ١٩٣٠ء
- ١٨- ابو حاد غزالي، المستصفي لك علم الاصول، تحقيق: حمزة بن زهير حافظ، شركة المدينة المنورة
- ١٩- ابو زهره، احمد بن حنبل، دار الفكر العربي، قاهره
- ٢٠- محمد بن علي حكيم ترمذي، نوادر الاصول في معرفة احاديث الرسول، تحقيق: ابراهيم اسماعيل، مكتبة امام بخاري
- ٢١- ابو بكر محمد بن علي القفال الكبير، محاسن الشريعة، دار الكتب العلمية، بيروت، ٢٠٠٤ء
- ٢٢- عبد الملك بن عبد الله امام الحرمين، البرهان في اصول الفقه، تحقيق: عبد العظيم ديب، قطر، ١٣٩٩هـ
- ٢٣- عبد الملك بن عبد الله امام الحرمين، غياث الأمم في التياث الظلم، تحقيق: ذاكتر مصطفى حلي و ذاكتر فؤاد عبد المنعم، دار الدعوة للطبع والنشر والتوزيع
- ٢٤- ابو عبد الله محمد بن عمر فخر الدين رازي، المحصول في علم اصول الفقه، تحقيق: ذاكتر طه جابر علواني،

مؤسسة رسالة، ١٩٩٤ء

٢٥- عز بن عبد السلام، قواعد الاحكام في اصلاح الانام، تحقيق: نزيه كمال حماد و عثمان جمعة ضميريه، دار القلم، ٢٠٠٠ء

٢٦- ابو العباس شهاب الدين احمد القرافي، النوار البروق في انواع الفروق

٢٧- نجم الدين طوفي، رسالة في رعاية المصلحة، تحقيق احمد عبد الرحيم سايع، الدار المصرية

اللبنايه، ١٩٩٣ء

٢٨- نجم الدين طوفي، التعيين في شرح الأربعين، تحقيق: احمد حاج محمد عثمان، مؤسسة ريان، ١٣١٩هـ

٢٩- احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن تيميه، منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية، تحقيق: محمد

رشاد سالم، جامعة الامام محمد بن سعود الاسلاميه، ١٩٨٦ء

٣٠- محمد بن ابي بكر ابن قيم جوزيه، اعلام الموقعين عن رب العلمين، تحقيق: مشهور بن حسن سلمان، دار ابن

جوزي، ١٣٢٣هـ

٣١- شاه ولي الله دهلوي، حجة الله البالغة، تحقيق: سيد سابق، دار الجليل، ٢٠٠٥ء



احادیث مقاصد

مقاصد اطلاق

سلام کا مقصد، آپسی محبت کی بنیاد ہے

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: والذي نفسي بيده لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أولا أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اسے کرنے لگو تو تمہارے درمیان محبت عام ہو جائے گی؟ فرمایا: اپنے درمیان سلام کا رواج عام کر دو (محبت عام ہو جائے گی)۔

رشتہ داری کا مقصد صلہ رحمی ہے

عن أبي هريرة أن رجلاً قال: يا رسول الله إن لي قرابة أصلهم ويقطعونني، وأحسن إليهم ويسيئون إلي وأحلم عنهم ويجهلون علي، فقال: لئن كنت كما قلت فكأنما تسفهم المل ولا يزال معك من الله ظهير عليهم ما دمت على ذلك۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے کچھ ایسے رشتہ دار ہیں کہ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں تو وہ مجھ سے تعلقات ختم کرنے پر مصر رہتے ہیں، میں ان سے اچھا برتاؤ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ ہمیشہ برا ہی سلوک کرتے ہیں، میں ان کا ہر معاملے میں خیال رکھتا ہوں اور وہ مجھے نظر انداز کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو یاد رکھو کہ تم انہیں گرم ریت کھلا رہے ہو، یعنی ان کے گناہوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے اور تمہارے نامہ اعمال میں نیکیوں کی کثرت ہوتی جا رہی ہے اور یاد رکھو کہ جب تک تم ان کے ساتھ اسی طرح اچھا برتاؤ کرتے رہو گے، اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔

سچائی کا مقصد کامیابی ہے

عن طلحة بن عبيد الله يقول جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فإذا هو يستله عن الإسلام فقال رسول الله ﷺ: خمس صلوة في اليوم والليله، فقال: هل علي غيرها؟ قال: لا، إلا أن تطوع، فقال رسول الله ﷺ: وصيام رمضان، قال: هل علي غيره؟ قال: لا، إلا أن تطوع، قال: وذكر له رسول الله ﷺ الزكاة، قال: هل علي غيرها؟ قال: لا، إلا أن تطوع. فأدبر الرجل وهو يقول: والله لا أزيد علي هذا ولا أنقص، قال رسول الله ﷺ: أفلح إن صدق. (۳)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ضروری ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، اگر چاہو تو اس میں کچھ نوافل کا اضافہ کر لو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رمضان کا روزہ تمہارے اوپر فرض ہے۔ اس نے دریافت کیا: اس کے علاوہ اور کچھ میرے اوپر فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ اور نہیں، مگر چاہو تو کچھ نفلی روزے الگ سے رکھ لو۔ طلحہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر کیا تو پھر اس نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی اور کچھ میرے اوپر فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

نہیں، البتہ اگر کچھ صدقات کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا واپس جانے لگا کہ خدا کی قسم! میں ان احکام میں کچھ بھی اپنی طرف سے نہیں ملاؤں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ شخص اگر اپنی بات میں سچا ہے تو یقیناً کامیاب ہے۔

بے جا تعریف کا مقصد ہلاکت ہے

عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن أبیہ قال: أننی رجل علی رجل عند النبی ﷺ فقال: ویلک قطععت عنق صاحبک، قطععت عنق صاحبک مرارا، ثم قال: من کان منکم مادحا أخاه لا محالة فلیقل: أحسب فلانا واللہ حسیبہ، ولا أزمی علی اللہ أحدا، أحسبه کذا وکذا، ان کان یعلم ذلك منه۔ (۴)

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کسی کی تعریف کی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: برا ہو، تم نے اپنے دوست کا گلا گھونٹ دیا، تم نے اپنے دوست کا گلا گھونٹ دیا، نبی ﷺ نے اس جملہ کو کئی مرتبہ دہرایا، پھر فرمایا: اگر کوئی اپنے دوست کی تعریف ہی کرنا چاہتا ہے تو اسے کہنا چاہیے کہ میرا خیال ہے کہ وہ ایسا ہے اور اللہ اس کا حساب لینے والا ہے، اللہ کے علاوہ کسی کو بے عیب گمان نہیں کرتا، اگر وہ اس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ ایسا ہی ہے تو کہے کہ میرا خیال ہے کہ وہ ایسا ایسا ہے۔

امت محمدیہ کی تخلیق کا مقصد آسانیاں پیدا کرنا ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قام أعرابي فبال في المسجد، فتناوله الناس، فقال لهم النبي ﷺ: دعوه وهريقوا على بوله سجلا من ماء أو ذنوبا من ماء، فإنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين۔ (۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا، لوگ اس کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور اس پر ایک بالٹی پانی بہا دو، کیوں کہ تمہاری تخلیق کا مقصد آسانیاں پیدا کرنا ہے اور تم تشدد کرنے کے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہو۔

رسول کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد اخلاق کی تکمیل

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إنما بعثت
لأتمم صالح الأخلاق. (٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد
فرمایا: میری بعثت کا مقصد اچھے اخلاق کی تکمیل ہے ☆۔

(٦) الف: مسند امام احمد: ١٣/٥١٣ / حدیث ٨٩٥٢ ب: مجمع الزوائد: ٨/١٨٨ / حدیث ١٣٦٨٣
☆ امام پتیمی نے امام احمد کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کر کے کہا کہ اس کے تمام راوی صحیح کے راویان میں
سے ہیں۔

مقاصد علم

علم کا مقصد دوسروں کو فیض پہنچانا ہے

عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: إن مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل غيث أصاب أرضاً فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فأنبتت الكلاً والعشب الكثير وكان منها أجادب أمسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا. وأصاب طائفة منها أخرى، إنما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلاً فذلك مثل من فقه في دين الله ونفعه بما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأساً ولم يقبل هدى الله الذي أرسلت به. (٤)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے علم و ہدایت جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے، کی مثال اس بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر برستی ہے۔ اس زمین کا ایک ٹکڑا اچھا ہوتا ہے جو بارش کی پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے، اس کے اثر سے زمین پر ہری بھری گھاس اور بے شمار سبزے اگ آتے ہیں۔ ایک دوسرا ٹکڑا خشک زمین والا ہوتا ہے جو بارش کے پانی کو اپنے اندر روک لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، لوگ اس پانی کو پیتے ہیں، کھیتیاں سیراب کرتے ہیں۔ جب کہ

زمین کا ایک تیسرا حصہ چٹیل میدان کی طرح ہوتا ہے، وہ بارش کے پانی کو نہیں روک سکتا اور نہ ہی وہ کوئی گھاس پھوس اگاتا ہے۔ یہ مثال ایسے شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی فہم حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس پیغام کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس سے وہ نفع اس طور پر اٹھاتا ہے کہ خود علم حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے اور بارش والی زمین کی مثال اس شخص کے لیے بھی جس پر میرے پیغام اور میرے علم و ہدایت کا کوئی اثر ہی نہیں پڑتا۔

فضول سوال کا مقصد مصیبت کی دعوت

عن عامر بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه رضي الله تعالى عنهما أن النبي
 ﷺ قال: إن أعظم المسلمين جرماً من سأل عن شيء لم يحرم فحرم من
 أجل مسئلته۔ (۸)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سعد کے حوالے سے روایت
 کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ
 شخص ہے کہ جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں پوچھا جو حرام نہیں تھی، مگر اس کے
 پوچھنے کی وجہ سے وہ چیز حرام کر دی گئی۔

جاہل کو مفتی بنانے کا مقصد قوم کی زندہ ہلاکت ہے

عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر، فشججه في رأسه، ثم احتلم، فسأل أصحابه، فقال: هل تجدون لي رخصة في التيمم؟ فقالوا: ما نجد لك رخصة وأنت تقدر على الماء فاغتسل، فمات، فلما قدمنا على النبي ﷺ، أخبرنا بذلك، فقال: قتلوه، قتلهم الله، ألا سألوا إذ لم يعلموا، وإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر أو يعصب شك موسى على جرحه خرقة، ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده۔ (۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں گئے تھے، ہمارے ایک ساتھی کے سر میں پتھر سے چوٹ لگ گئی تھی جس کی بنیاد پر اس نے احتلام کر دیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا مجھے اس حال میں تیمم کی اجازت ہے؟ اس کے ساتھیوں نے کہا تم پانی پر قادر ہو، لہذا تمہارے لیے تیمم کی کوئی گنجائش نہیں، اس نے پاکی حاصل کرنے کے لیے غسل کر لیا، اس کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی۔ جابر کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو اس شخص کی وفات کا حال ذکر کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ ان لوگوں کو غارت کرے، جب انھیں مسئلہ نہیں معلوم تھا تو پوچھ کیوں نہیں لیا تھا! کیوں کہ سوال کا مقصد عاجزی اور جہالت کو

دور کرنا ہے، اس کے لیے تو تیمم ہی کر لینا کافی تھا اور زخم پر پٹی باندھ لیتا، اس پر مسح کر لیتا اور پورا بدن دھو لیتا۔

علم و عمل کا مقصد خود نمائی سے پرہیز

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن أول الناس يقضى يوم القيامة عليه رجل استشهد، فأتى به فعرفه نعمه فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: قاتلت فيك حتى استشهدت، قال: كذبت ولكنك قاتلت لأن يقال جريء، فقد قيل، ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقي في النار، ورجل تعلم العلم وعلمه وقرأ القرآن، فأتى به فعرفه نعمه فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: تعلمت العلم وعلمته، وقرأت فيك القرآن، قال: كذبت ولكنك تعلمت العلم ليقال عالم، وقرأت القرآن ليقال هو قارئ، فقد قيل، ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقي في النار، ورجل وسع الله عليه وأعطاه من أصناف المال كله، فأتى به فعرفه نعمه فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: ما تركت من سبيل تحب أن ينفق فيها إلا أنفقت فيها لك، قال: كذبت، ولكنك فعلت ليقال هو جواد، فقد قيل، ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقي في النار۔ (۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ اس طرح فرمائے گا کہ اسے میدان محشر میں بلائے گا اور اپنی نعمتوں کے

بارے میں سوال کرے گا، شہید دنیا میں دی گئی تمام نعمتوں کا اعتراف کرے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے میری ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ شہید جواب دے گا، میں نے تیرے راستے میں قتل و قتال کیا یہاں تک کہ میں نے اپنی جان تیرے راستے میں گنوا دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جھوٹ بول رہے ہو، تمہارے قتال کا مقصد تو اپنی بہادری کا اظہار تھا، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرا ایسا شخص لایا جائے گا جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا بھی ہو، قرآن خود پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا بھی ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا، وہ دنیا کی تمام نعمتوں کا اعتراف کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تم نے میری ان نعمتوں کے بدلے میں کیا خدمت انجام دی؟ وہ جواب دے گا: پروردگار عالم میں نے خود علم سیکھا اور دوسروں تک پہنچایا تھا اور تیری کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنایا بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم جھوٹ بول رہے ہو، علم تو تم نے اس لیے حاصل کیا تھا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں اور قرآن کی قرآءت اس لیے کی تھی کہ لوگ تمہیں قاری کہیں، اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اور پھر اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا شخص ایسا ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر طرح کی دولت سے سرفراز کیا تھا، اللہ تعالیٰ اسے حاضر کر کے اپنی نعمتوں کے بارے میں دریافت کرے گا، وہ اللہ کی تمام نعمتوں کا اعتراف بھی کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا میری نعمتوں کا استعمال تم نے کس طرح کیا؟ وہ جواب دے گا پروردگار! میں نے ہر اس راستے میں اپنا مال تیرے لیے خرچ کیا جو تجھے پسند تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا جھوٹے ہو، مال خرچ کرنے کا مقصد تو تمہارا یہ تھا کہ تم کو لوگ دنیا میں سخی کہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اور فرشتے منہ کے بل گھسیٹ کر اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔

سوال کا مقصد صحابہ کا ذہنی امتحان تھا

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما يقول قال رسول الله ﷺ ان من الشجرة شجرة لا يسقط ورقها، وانها مثل المسلم فحدثوني ما هي فوقع الناس في شجر البوادي، قال عبد الله ووقع في نفسي أنها النخلة فاستحييت، ثم قالوا حدثنا ما هي يا رسول الله، قال: فقال: هي النخلة. قال فذكرت ذلك لعمر، قال لأن تكون قلت هي النخلة أحب الي من كذا وكذا. (۱۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کی موجودگی میں ایک مرتبہ یہ کہہ کر کہ درختوں میں ایک ایسا بھی درخت ہے جس کا پتہ نہیں جھڑتا ہے اور یہی مثال مسلمان کی ہے، سوال کیا کہ تم لوگ جواب دو کہ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگوں نے جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا، عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر اکابر صحابہ کی موجودگی میں جواب دینا میں نے ادب کے خلاف سمجھا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ اس درخت کا نام کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں جب اپنے والد عمر سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اگر آپ اس وقت ہی یہ بتا دیتے کہ یہ کھجور کا درخت ہے تو مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسند ہوتا۔

مقاصد عمل

عمل کا دار و مدار مقصد پر ہے

عن أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئ ما نوى فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته لغير الله ورسوله فهجرته إلى ما هاجر إليه۔ (۱۴)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمل کا دار و مدار مقصد پر ہے، ہر شخص کو اس کے مقصد کے مطابق جزا ملے گی۔ جس کی ہجرت کا مقصد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا جوئی ہے اسے اپنے مقصد کے مطابق جزا ملے گی اور جس کی ہجرت کا مقصد دنیا طلبی یا شادی ہو، اسے اس کے مطابق جزا ملے گی۔

جزا کا حصول، مقصد عمل پر ہے

عن أبي الجويرية أن معن بن يزيد رضي الله تعالى عنه قال: بايعت رسول الله ﷺ أنا وأبي وجدي، وخطب علي فأنكحني، وخصمت إليه كان أبي يزيد أخرج دنائير يتصدق بها، فوضعها عند رجل في المسجد، فجئت فأخذتها، فأتيته بها، فقال: والله ما إياك أردت، فخصمته إلى رسول الله ﷺ فقال: لك ما نويت يا يزيد ولك ما أخذت يا معن۔ (۱۳)

ابو جویریہ کہتے ہیں کہ معن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا: میں، میرے والد اور دادا نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت سے متعلق میرے نکاح کا پیغام پیش کیا اور پھر میرا نکاح کرادیا، میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنا کیس اس طور پر پیش کیا کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقے کی نیت سے نکال کر مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا۔ میں نے مسجد جا کر اس شخص سے دینار لے لیا۔ میرے والد نے کہا خدا کی قسم! میں نے اس لیے نہیں رکھا تھا کہ تم اس سے جا کر لے لو۔ میں نے اس معاملے کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یزید تمہیں اپنے مقصد کی جزا ملے گی اور معن تم نے جس مقصد کے لیے لیا تمہیں اس کی جزا ملی گا۔

تعوذ کا مقصد شیطان سے پناہ مانگنا ہے

عن سلیمان بن صرد قال كنت جالسا مع النبي ﷺ ورجلان يستبان، فأحدهما قد أحمر وجهه وانتفخت أوداجه، فقال النبي ﷺ: انى لأعلم كلمة لو قالها ذهب عنه ما يجد، لو قال أعوذ بالله من الشيطان، ذهب عنه ما يجد، فقالوا له: ان النبي ﷺ قال: تعوذ بالله من الشيطان، فقال: وهل بي جنون؟ (۱۴)

سلیمان بن صرد سے مروی ہے کہ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ دیکھا دو لوگ آپس میں گالی گلوچ کر رہے ہیں۔ غصے سے ایک شخص کا چہرہ بالکل سرخ ہو چکا تھا اور اس کی رگیں پھول رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ایسی دعا جانتا ہوں جس کو پڑھنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی، پھر فرمایا: اگر یہ شخص أعوذ بالله من الشیطن پڑھ لے تو غصہ کی کیفیت اس سے ختم ہو جائے گی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں شیطان مردود سے پناہ مانگنے کی تلقین کر رہے ہیں، اس نے کہا کیا مجھ میں کوئی پاگل پن ہے؟

توکل کا مقصد خدائے پاک پر کامل یقین ہے

عن جابر أنه غزا مع النبي ﷺ قبل نجد، فلما قفل رسول الله ﷺ قفل معهم، فأدر كتهم القائلة في واد كثير العضاة، فنزل رسول الله ﷺ وتفرق الناس يستظلون بالشجر ونزل رسول الله ﷺ تحت سمررة فعلق بها سيفه ونمنا نومة، فإذا رسول الله ﷺ يدعونا، وإذا عنده أعرابي، فقال إن هذا اخترط على سيفي وأنا نائم، فاستيقظت وهو في يده صلتا، قال من يمنعك مني؟ قال الله ثلاثا ولم يعاقبه وجلس۔ (۱۵)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نجد کے ایک علاقے کے غزوے میں شریک ہوئے۔ جب نبی اکرم ﷺ واپس ہوئے تو صحابہ کرام بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ ایک گھنے جنگل والی وادی میں پہنچے تو قیلولہ کرنے کی غرض سے ٹھہرے۔ صحابہ کرام ادھر ادھر درختوں کے سائے میں لیٹ گئے اور نبی اکرم ﷺ ایک درخت پر اپنی تلوار لٹکا کر اس کے نیچے آرام کرنے لگے اور ہم سب لوگ بھی سو گئے۔ اچانک ہم نے نبی اکرم ﷺ کی آواز سنی، وہ ہمیں پکارنے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک دیہاتی تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے میری تلوار لے کر سوتے ہوئے میرے اوپر حملہ کیا تھا، میں جوں ہی بیدار ہوا تو نگلی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور مجھ سے کہہ رہا

تھا اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے تین مرتبہ کہا ”اللہ“ - جابر کہتے ہیں
کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، بدلہ نہیں لیا اور وہ بیٹھ گیا۔

نوافل کا مقصد اللہ کا تقرب ہے

عن أبي هريرة قال، قال رسول الله ﷺ: إن الله تعالى قال: من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب. وما تقرب إلي عبدي بشيء أحب إلي مما افترضت عليه وما يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها، وإن سألني أعطيته، ولئن استعاذني لأعيذنه۔ (۱۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس نے میرے کسی دوست کو تکلیف دی میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ میرا بندہ فرض کے ذریعے مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعے اس کے تقرب کا درجہ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور جب وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور جب وہ میری پناہ میں آنے کی درخواست کرتا ہے تو میں اس کی درخواست قبول کرتا ہوں۔

نوافل کی کثرت کا مقصد جنت میں نبی ﷺ کی صحبت ہے

عن ربیعة بن کعب الأسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت أبیت مع رسول اللہ ﷺ فأتیته بوضوئه وحاجته فقال سلني فقلت: أسئلك مرافقتک فی الجنة فقال أو غیر ذلک؟ قلت هو ذاک، قال: فأعني علی نفسک بکثرة السجود۔ (۱۷)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ گزرتی تھی، میں رات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروری چیزیں حاضر کرتا تھا۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو، میں نے عرض کیا مجھے جنت میں آپ کے ساتھ رہنے کی خواہش ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، بس اتنا ہی میرے لیے کافی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر نوافل کی کثرت سے اپنے درجات بڑھاؤ تا کہ تمہیں جنت میں میری صحبت مل جائے۔

تسبیح و تہلیل کا مقصد نیکی کا حصول ہے

عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أن ناساً من أصحاب النبي ﷺ قالوا للنبي ﷺ: يا رسول الله ذهب أهل الدثور بالأجور، يصلون كما نصلي، ويصومون كما نصوم ويتصدقون بفضول أموالهم، قال أوليس قد جعل الله لكم ما تصدقون به، إن بكل تسبيحة صدقة، وكل تكبيرة صدقة، وكل تحميدة صدقة، وكل تهليلة صدقة، وأمر بالمعروف صدقة، ونهي عن المنكر صدقة، وفي بضع أحدكم صدقة. قالوا يا رسول الله أ يأتي أحدنا شهوته ويكون له فيها أجر؟ قال أرأيتم لو وضعها في حرام أ كان عليه فيها وزر؟ فكذلك إذا وضعها في الحلال كان له أجر (۱۸)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! مال دار لوگ تو ثواب میں ہم سے سبقت کر جاتے ہیں، کیوں کہ وہ ہماری طرح نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے مال سے صدقہ بھی ادا کرتے ہیں اور ہمارے پاس تو مال نہیں کہ ہم صدقہ کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقات کے مختلف طریقے کی رہنمائی نہیں فرمائی؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تسبیح پڑھنا بھی صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے، الحمد للہ پڑھنا بھی صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کا

ورد بھی صدقہ ہے، اچھی باتوں کا حکم دینا بھی صدقہ ہے، بری باتوں سے منع کرنا بھی صدقہ ہے اور اپنی بیویوں کے حق کی ادائیگی بھی صدقہ ہے۔ اس پر لوگوں نے تعجب سے پوچھا: یا رسول اللہ! بیویوں کے حق کی ادائیگی میں تو ہم اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں، اس کے باوجود ہمیں اجر ملتا ہے؟! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ جانتے ہو کہ اگر کوئی حرام کاری (زنا) کرے تو اسے عذاب تو ملتا ہے تو جب حلال کام کرے تو اسے اجر کیوں نہیں ملے گا!

حاجت روائی، ذکر و فکر اور تعلیم کا مقصد رحمت الہی کو متوجہ کرنا ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والأخرة، ومن ستر مسلما ستره الله في الدنيا والأخرة، والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه، ومن سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له به طريقا إلى الجنة، وما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة، وحفتهم الملائكة، وذكروهم الله فيمن عنده، ومن بطأ به عمله لم يسرع به نسبه۔ (۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں کسی مسلمان کی مشکلات کو آسان کیا ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی مشکلات کو دور فرمائے گا، جس نے دنیا میں کسی تنگ دست کی مدد کی ہو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی تنگ دستیوں سے نجات عطا فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کے عیوب کو چھپایا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا، جب تک کوئی انسان کسی انسان کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔ جب کوئی علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے راستے کو آسان فرمادیتا ہے، اور جب کوئی گروہ اللہ کے گھر میں

اکٹھا ہو کر خدائے پاک کے کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے معانی میں غور فکر کے لیے مذاکرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر سکینہ نازل فرماتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی رحمت کی چادر میں اسے چھپالیتا ہے، فرشتے اسے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں اس کا تذکرہ کرتا ہے اور جس کے پاس عمل کی کمی ہوگی قیامت کے روز اس کا نسب اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

عقل مندی کا مقصد نفس کا محاسبہ ہے

عن أبي يعلى شداد بن أوس عن النبي ﷺ قال: الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، والعاجز من أتبع نفسه هواها وتمنى على الله. (۲۰)

شداد بن اوس کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عقل مندی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کی تیاری کرتا رہے۔ بے وقوف ہے وہ شخص جو اپنے نفس کے پیچھے دوڑتا رہے اور اس کی آرزوئیں اتنی لمبی ہوتی ہیں کہ کبھی پوری ہی نہ ہو سکے ☆۔

(۲۰) سنن ترمذی: ۶۳۸/۳ / حدیث ۲۴۵۹

☆ امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد فرمایا: ”یہ حدیث حسن ہے“۔

صبر کا مقصد جنت کا حصول ہے

عن عطاء بن أبی رباح قال قال لی ابن عباس ألا أریک امرأة من أهل الجنة؟ قلت: بلی، قال هذه المرأة السوداء، أتت النبی ﷺ فقالت: إنی أصرع وإنی أتکشف فادع الله لی، قال: إن شئت صبرت ولك الجنة وإن شئت دعوت الله أن یعافیک، فقالت أصبر، فقالت إنی أتکشف فادع الله أن لا أتکشف فدعها۔ (۲۱)

عطا ابن ابی رباح سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ابن عباس نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ کہا، ہاں۔ ابن عباس نے کہا اس سیاہ فام عورت کی طرف دیکھو، اس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ مجھے مرگی کی بیماری ہے، جب میں بیمار ہوتی ہوں تو برہنہ ہو جاتی ہوں، اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا کر دیجیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صبر کرو، اس کے عوض تمہیں جنت ملے گی اور اگر تمہاری خواہش یہی ہے کہ میں دعا کروں تو میں تمہاری شفا یابی کے لیے دعا کروں گا۔ عورت نے کہا: میں صبر کروں گی، مگر یہ دعا کر دیجیے کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے لیے دعا کی کہ جب وہ بیمار ہو تو برہنہ نہ ہو۔

توبہ کا مقصد رب کی خوشنودی ہے

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لله أشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحته يارض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فأيس منها، فأتى شجرة فاضطجع في ظلها قد أيس من راحته، فبينما هو كذلك إذا هو بها قائمة عنده فأخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح: اللهم أنت عبدي وأنا ربك أخطأ من شدة الفرح- (۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوشیوں کا اظہار فرماتا ہے کہ وہ اپنی سواری پر ویران جنگل میں سفر کر رہا تھا، اچانک کھانے پینے سے لدی ہوئی اس کی سواری غائب ہوگئی، اس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہو گیا، تھک ہار کر ایک درخت کے سائے میں آکر لیٹ گیا اور اپنی سواری کے ملنے سے پوری طرح ناامید ہو گیا۔ وہ اسی ناامیدی کی حالت سے پریشان تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ اس کی سواری اس کی آنکھوں کے سامنے کھڑی ہے، فوراً اس نے اس کی تکمیل تھامی اور خوشیوں سے مچل کر کہا: اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ بے انتہا خوشی کی وجہ سے اس نے یہ غلط جملہ ادا کیا۔

نیک عمل کا مقصد جنت کا حصول ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن أعرابياً أتى النبي ﷺ فقال: دلني على عمل إذا عملته دخلت الجنة، قال تعبد الله ولا تشرك به شيئاً وتقيم الصلاة المكتوبة وتؤدي الزكاة المفروضة وتصوم رمضان، قال والذي نفسي بيده لا أزيد على هذا، فلما ولى قال النبي ﷺ: من سره أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فلينظر إلى هذا۔ (۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے ایسا کام بتائیے جس کا مقصد جنت میں داخل ہونا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس دیہاتی نے کہا خدا کی قسم! میں اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی اضافہ نہیں کروں گا۔ جب وہ پلٹ کر جانے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کسی جنتی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے تو اس دیہاتی کو دیکھ لے۔

صدقے کا مقصد جہنم سے نجات ہے

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: خرج رسول الله ﷺ في أضحى أو فطر إلى المصلى فمر على النساء فقال: يا معشر النساء تصدقن فاني أريتكن أكثر أهل النار، فقلن: وبم يا رسول الله؟ قلن: تكثرن اللعن وتكفرن العشير ما رأيت من ناقصات عقل ودين أذهب للب الرجل الحازم من إحداهن. قلن: وما نقصان ديننا وعقلنا يا رسول الله؟ قال أليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل؟ قلن: بلى، فذلك نقصان من عقلها، أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم، قلن: بلى، قال: فذلك من نقصان دينها۔ (۲۴)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے موقع پر عید گاہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ عورتیں ملیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عورتو! تم لوگ صدقات و خیرات کیا کرو کیوں کہ میں نے جہنم میں تمہاری کثرت دیکھی ہے۔ عورتوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے درمیان لعن و طعن کا رواج زیادہ ہے اور شوہروں کی نافرمانی بھی کیا کرتی ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تم لوگ عقل اور دین دونوں ہی اعتبار سے کم ہو۔ دانش مند مرد بھی تمہارے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے۔ عورتوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہمارے دین

اور عقل میں کمی کس طرح سے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا مرد کے بالمقابل عورت کی گواہی نصف نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کی وجہ تمہاری عقل کی کمی ہے، پھر فرمایا جب تم لوگ اپنے ایام میں ہوتی ہو تو نماز اور روزے بھی تو نہیں ادا کرتی ہو، عورتوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ دین میں نقص ہے۔

زندگی میں تین نیک اعمال کا مقصد موت کے بعد مستفید ہونا ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة، إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له۔ (۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب انسان وفات کر جاتا ہے تو اس کے سب اعمال کا رشتہ اس سے ختم ہو جاتا ہے، البتہ تین ایسے اعمال ہیں جو وفات کے بعد بھی انسان کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

[۱] اگر وہ کوئی صدقہ جاریہ کر گیا ہو۔ یا

[۲] ایسا علم اس نے سیکھا اور سکھایا تھا جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔ یا

[۳] ایسی اولاد چھوڑ گیا ہو، جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

دعائے مغفرت کا مقصد عفو و درگزر تھا

عن شقيق قال: كأني أنظر إلى النبي ﷺ يحكي نبيا من الأنبياء، ضربه قومه فأدموه وهو يمسح الدم عن وجهه ويقول: اللهم اغفر لقومي فإنهم لا يعلمون۔ (۲۶)

شقيق کہتے ہیں، میں گویا نبی اکرم ﷺ کو کسی نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں کہ آپ ﷺ ان کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ان کی قوم نے ان پر ظلم کیا اور اتنا مارا پیٹا کہ لہو لہان کر دیا اور وہ اپنے چہرے سے خون پوچھتے ہوئے کہتے ہیں: اے اللہ میری قوم کی مغفرت فرما، وہ نادان ہیں۔

جنتی عمل کا مقصد تائید الہی اور جہنمی کام کا مقصد اللہ کی ناراضگی

عن مسلم بن یسار الجہنی أن عمر بن الخطاب سئل عن هذه الآية ”وإذ أخذ ربك من بني آدم من ظهورهم“ الآية، فقال عمر: سمعت رسول الله ﷺ سئل عنها فقال رسول الله ﷺ: إن الله عز وجل خلق آدم ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج منه ذرية فقال: خلقت هؤلاء للجنة وبعمل أهل الجنة يعملون، ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرية فقال خلقت هؤلاء للنار وبعمل أهل النار يعملون، فقال رجل يا رسول الله فقيم العمل؟ فقال رسول الله ﷺ: إن الله عز وجل إذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل أهل الجنة حتى يموت على عمل أهل الجنة فيدخله به الجنة، وإذا خلق العبد للنار استعمله بعمل أهل النار حتى يموت على عمل من أعمال أهل النار فيدخله به النار۔ (۲۷)

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کریمہ ”وإذ أخذ ربك من بني آدم من ظهورهم الخ“ کا مطلب پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ کسی نے نبی اکرم ﷺ سے بھی اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر اپنا دست قدرت پھیرا جس سے پوری ایک ذریت پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ نے

اس کے بارے میں فرمایا ان سب کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں کا ہی عمل کریں گے، پھر اپنا دست قدرت پھیرا تو اس سے ایک دوسری ذریت وجود میں آئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سب کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جہنمیوں والا ہی کام کریں گے۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہمیں عمل کی کیا ضرورت ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے، اس سے جنتیوں والا کام بھی لے گا، یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بھی جنتیوں کے عمل پر ہی ہوگا، لہذا وہ اپنے ان اعمال کی بنیاد پر جنت میں داخل کیا جائے گا اور جس کو جہنم کے لیے پیدا کیا اس سے جہنمیوں کے راستے میں استعمال فرمائے گا، حتیٰ کی اس کی موت بھی جہنمی عمل پر ہی ہوگی، جس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق ٹھہرے گا۔

مسجدوں کی تعمیر کا مقصد نماز، ذکر اور تلاوت کا اہتمام کرنا ہے

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: بينما نحن في المسجد مع رسول الله ﷺ إذ جاء أعرابي في المسجد، فقال أصحاب رسول الله ﷺ: مه مه، قال: قال رسول الله ﷺ: لا تزرموه، دعوه، فتركوه حتى بال، ثم إن رسول الله ﷺ دعاه فقال له: إن هذه المساجد لا تصلح لشيء من هذا البول ولا القذر إنما هي لذكر الله عز وجل والصلاة وقرأة القرآن، أو كما قال رسول الله ﷺ، قال: فأمر رجلا من القوم فجاء بدلو من ماء فشنه عليه۔ (۲۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرام کہنے لگے ٹھہرو ٹھہرو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے مت روکو پیشاب کر لینے دو۔ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے بلا کر سمجھایا کہ مسجدوں میں پیشاب نہیں کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان میں کسی طرح کی کوئی گندگی ڈالی جاتی ہے بلکہ ان کے قیام کا مقصد ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، نمازیں پڑھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ پانی لے کر آئے اور پھر پیشاب پر پانی بہا دیا۔

علم اور مال کا مقصد انفاق فی سبیل اللہ ہے

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال النبی ﷺ: لا حسد إلا فی اثنتین، رجل أتاه اللہ ما لا یسلط علیہ ہلکتہ فی الحق ورجل أتاه اللہ الحکمة فهو یقضی بہا ویعلمہا۔ (۲۹)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حسد [رشک] صرف دو طرح کے لوگوں کے ساتھ جائز ہے:
[۱] ایسا شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی اور وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔

[۲] اور ایسا شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے نوازا، وہ اس کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتا ہے۔

وضو کا مقصد اعضا کو گناہوں سے پاک کرنا ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إذا توضأ العبد المسلم أو المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينه مع الماء أو مع آخر قطر الماء، فإذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يده مع الماء أو مع آخر قطر الماء، فإذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء أو مع آخر قطر الماء حتى يخرج نقياً من الذنوب۔ (۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان شخص وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گرنے والے پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ساتھ اس کے گناہ دھل جاتے ہیں، جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے کیے ہوئے گناہ دھل جاتے ہیں اور جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں، اس طرح جب وہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو گناہوں سے بھی صاف و ستھرا ہو جاتا ہے۔

جانوروں سے ہمدردی کا مقصد اجر کا حصول ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: بينما رجل يمشي بطريق اشتد عليه العطش، فوجد بئرا فنزل فيها فشرّب ثم خرج فإذا كلب يلهث يأكل الثرى من العطش، فقال الرجل لقد بلغ هذا الكلب من العطش مثل الذي كان قد بلغ مني، فنزل البئر فملاً خفه ماء ثم أمسكه بفيه حتى رقي فسقى الكلب، فشكر الله له فغفر له. قالوا يا رسول الله إن لنا في البهائم أجراً؟ فقال في كل كبد رطبة أجر. (۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص ایک مرتبہ کہیں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، راستے میں ایک کنواں ملا، اس میں اتر کر اس نے پانی پی لیا۔ جب کنواں سے باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے ہانپتا ہوا زبان نکالتا ہے اور مٹی کھاتا ہے۔ اس شخص نے سمجھا کہ یقیناً یہ کتا بھی میری ہی طرح پیاسا معلوم ہوتا ہے۔ دوبارہ وہ کنواں میں اتر آیا، اس نے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑا اور کنواں سے باہر آ کر کتے کو پانی پلا دیا، کتے نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے اس شخص کے تمام گناہ بخش دیے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا جانوروں سے ہمدردی کا سلوک کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس پر ہمیں اجر ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر جاندار سے ہمدردی کا اظہار کرنے کا مقصد اجر سے سرفراز ہونا ہے۔

مرغ کی بانگ کا مقصد فرشتے کی آمد ہے

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ قال: إذا سمعتم صياح الديكة فاسألوا الله من فضله فإنها رأت ملكاً، وإذا سمعتم نهيق الحمار فتعدوا بالله من الشيطان فإنه رأى شيطانا۔ (۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعا مانگو، کیوں کہ مرغ فرشتہ دیکھ کر بانگ دیتا ہے اور جب گدھے کی چیخ سنو تو شیطان سے بچنے کی دعا مانگو، کیوں کہ وہ شیطان کو دیکھ کر چیخ مارتا ہے۔

مقاصد احکام

کاروبار میں سچائی کا مقصد برکت کا حصول ہے

عن حکیم ابن حزام قال قال رسول الله ﷺ: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا
أو قال حتى يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كذبا
وكتما محقت بركة بيعهما۔ (۳۳)

حکیم بن حزام سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو خرید و فروخت کرنے والے جب تک الگ نہیں ہو جاتے، انھیں اپنی رائے بدلنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے معاملے میں سچائی سے کام لیں تو ان کے کاروبار میں برکت دی جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو ان کے کاروبار سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

آمد جبریل کا مقصد صحابہ کو دین کی تعلیم دینا تھا

عن عمر بن الخطاب قال بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد، حتى جلس إلى النبي ﷺ فأسند ركبتيه إلى ركبتيه، ووضع كفيه على فخذيه، وقال: يا محمد أخبرني عن الإسلام، فقال رسول الله ﷺ: الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ﷺ وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا، قال: صدقت، فعجبنا له يسأله ويصدقه، قال: فأخبرني عن الإيمان قال: أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره، قال: صدقت، قال: فأخبرني عن الإحسان، قال: أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك، قال: فأخبرني عن الساعة، قال: ما المسؤول عنها بأعلم من السائل، قال: فأخبرني عن أمارتها، قال: أن تلد الأمة رببتها وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاة يتطاولون في البنيان، قال: ثم انطلق، فلبثت مليا، ثم قال لي: يا عمر أتدري من السائل؟ قلت الله ورسوله أعلم، قال: فإنه جبريل أتاكم يعلمكم دينكم۔ (۳۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز نبی اکرم

ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ نہایت ہی سفید کپڑا پہنے سخت کالے بالوں والا شخص نمودار ہوا۔ اس کے چہرے پر سفر کے کوئی آثار بھی نہیں تھے۔ وہ نہایت ہی اطمینان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں سے گھٹنا ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو نبی اکرم ﷺ کے زانوں پر رکھ دیا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو حج کرو۔ اس اجنبی نے کہا آپ نے سچ کہا۔ عمر کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ وہ سوال بھی کرتا ہے اور جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس اجنبی نے کہا، آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو مانو، فرشتوں کو تسلیم کرو، اللہ کی کتاب کو سچ جانو، اس کے رسولوں اور روز قیامت کو حق سمجھو اور تقدیر کے بھلے برے پر یقین رکھو۔ اجنبی نے کہا، آپ نے سچ کہا۔

اب آپ مجھے احسان کی تعلیم دیجیے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ تصور نہ ہو سکے تو سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس اجنبی نے کہا مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسئلے کے بارے پوچھا جا رہا ہے سائل کو اس کا خوب پتہ ہے۔ اس نے کہا اس کی علامت پر روشنی ڈالی جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کی علامت یہ ہے کہ بانڈیاں اپنے آقا کو جنم دیں گی، چرواہے ننگے پاؤں والے مخلوں میں فخر کریں گے۔

عمر کہتے ہیں کہ ان سوالوں کے بعد وہ اجنبی شخص چلا گیا۔ میں کچھ دیر بارگاہ رسول

میں ہی ٹھہرا رہا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا عمر معلوم ہے یہ اجنبی سائل کون تھا؟ عمر نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو اس کا صحیح علم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل تھے، ان کے آنے کا مقصد تمہیں دین کی تعلیم دینا تھا۔

مسلمان ہونے کا مقصد اسلام کا صحیح فہم ہے

عن أبي هريرة قال قيل يا رسول الله ﷺ من أكرم الناس؟ قال أتقاهم، فقالوا ليس هذا نسألك، قال: فيوسف نبي الله ابن نبي الله ابن نبي الله ابن خليل الله۔ قالوا: ليس عن هذا نسئلك، قال فعن معادن العرب تسئلوني؟ خيارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام إذا فقهوا۔ (۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بزرگ کون ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ لوگوں نے کہا، ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، تو سب سے بزرگ یوسف ہیں جو اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں، ان کے والد اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں، ان کے دادا اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں، ان کے لکڑ دادا اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں اور وہ اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو کیا تم عرب قبائل کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ اگر تمہارے سوال کا مقصد یہی ہے تو سنو! زمانہ جاہلیت میں جو لوگ اچھے تھے، اگر مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے اسلام کے مقاصد کو سمجھ لیا تو وہی اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ ترین ہیں۔

انبیا کی صحبت کا مقصد ان کی پیروی ہے

عن عبد الله بن مسعود أن رسول الله ﷺ قال: ما من نبي بعثه الله في أمة قبلي إلا كان له من أمته حواريون وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره، ثم إنها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون، ويفعلون ما لا يؤمرون، فمن جاهدكم بيده فهو مؤمن، ومن جاهدكم بلسانه فهو مؤمن، وليس وراء ذلك من الإيمان حبة خردل۔ (۳۶)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیائے کرام کو بھیجا ہے ان سب کی امت میں ان کے کچھ حواری اور ساتھی ہوا کرتے تھے، جن کا مقصد اپنے نبی کے راستے کی پیروی اور ان کے حکم کی تابع داری ہوتی تھی۔ پھر اس کے بعد کچھ نا اہل لوگ آتے ہیں، جو کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں اور ایسا کام کرتے ہیں جس کا انھیں حکم نہیں دیا جاتا ہے۔ جو ایسے لوگوں سے اپنے ہاتھ سے مقابلہ کرے وہ مؤمن ہے، جو دل سے ان کو برا جانے وہ بھی مؤمن ہے اور جو انھیں زبان سے برا بھلا کہے وہ بھی مؤمن ہے اور اگر ان تین میں سے کسی طرح بھی ان لوگوں کو برا نہ جانے تو ایمان کی ایک رتی بھی اس کے دل میں نہیں۔

عقیدہ اسلام کو تسلیم کرنے کا مقصد جنت کا حصول ہے

عن عبادة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: من شهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله وأن عيسى عبد الله ورسوله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه والجنة حق والنار حق، أدخله الله الجنة على ما كان من العمل۔ (۳۷)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کے علاوہ کسی کو معبود نہ مانے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، محمد ﷺ کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تسلیم کرے، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول مانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ کی دلیل اور اس کی رحمت ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے مریم کے اندر ڈالا۔ جنت اور جہنم کی حقانیت پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، خواہ اس کی اعمال کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں۔

نبی عن المنکر کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے

عن النعمان بن بشیر عن النبی ﷺ قال: مثل القائم في حدود الله والواقع فيها كمثل قوم استهموا على سفينة فصار بعضهم أعلاها وبعضهم أسفلها، وكان الذين في أسفلها إذا استقوا من الماء مروا على من فوقهم فقالوا لو أنا خرقنا في نصيبنا خرقا ولم نؤذ من فوقنا، فإن تركوهم وما أرادوا هلكوا جميعا وإن أخذوا على أيديهم نجوا ونجوا جميعا۔ (۳۸)

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنے والوں اور پابندی نہ کرنے والوں کی مثال اس قوم کی طرح ہے جو کسی کشتی پر سوار ہوں اور قرعہ اندازی کے ذریعے کچھ لوگ کشتی کے اوپری حصے پر چلے گئے اور کچھ لوگ نیچے رہ گئے۔ جو لوگ نیچے رہ گئے تھے، جب پانی اس میں آتا تو وہ بالائی حصے پر چلے جاتے اور کہتے اگر ہم لوگ کشتی کے نچلے حصے کی تختی پھاڑ دیں تو اس میں کچھ حرج نہیں، کیوں کہ یہ ہمارا حصہ ہے اور اوپر والوں کو تکلیف بھی نہیں ہوگی۔ اگر اوپر والے ان کے اس فعل کو نہ روکیں اور انہیں نچلا حصہ پھاڑنے کی اجازت دے دیں تو کشتی پر سوار تمام لوگ غرق آب ہو جائیں گے اور اگر وہ انہیں اس فعل سے منع کر دیں تو اس میں دونوں ہی فریق کے لیے سلامتی ہوگی۔

انگوٹھیاں اتارنے کا مقصد سنت کی پیروی تھی

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ اصطنع خاتما من ذهب وكان يلبسه، فيجعل فصه في باطن كفه، فصنع الناس خواتيم، ثم إنه جلس على المنبر فنزعه فقال: إني كنت ألبس هذا الخاتم، وأجعل فصه من داخل فرمى به ثم قال: والله لا ألبسه أبدا، فنبذ الناس خواتيمهم۔

(۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوا کر اس طور پر پہنی کہ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔ صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں انگوٹھی بنوالی۔ نبی اکرم ﷺ ایک روز منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور انگوٹھی اتار کر فرمایا: میں نے انگوٹھی پہنی تھی اور اس کا نگینہ اندر کی طرف تھا، پھر انگوٹھی پھینک کر فرمایا: خدا کی قسم اب کبھی بھی نہیں پہنوں گا۔ صحابہ کرام نے بھی فوراً اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دی۔

بے طلب مال دینے کا مقصد مسئلے کی توضیح تھی

عن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: کان النبی ﷺ یعطینی العطاء فأقول أعطه أفقر الیہ منی حتی أعطانی مرة مالا فقلت: أعطه من هو أفقر الیہ منی، فقال النبی ﷺ: خذہ فتمولہ وتصدق به فما جائک من هذا المال وأنت غیر مشرف ولا سائل فخذہ وما لا فلا تتبعہ نفسک۔ (۴۰)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مجھ پر نوازشات فرماتے تو میں عرض کرتا، یہ مال کسی ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا، میں نے پھر عرض کیا کہ مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو عطا کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے لے کر اس کے مالک بن جاؤ اور پھر صدقہ کر دو، جب تمہیں سوال اور لالچ کے بغیر کچھ مال مل جائے تو لے لو اور مزید لالچ نہ کرو۔

خوف اور اطاعت کا مقصد بدعت سے اجتناب

عن عرباض بن ساریة قال: صلی لنا رسول الله ﷺ الفجر ثم أقبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت لها الأعين ووجلّت منها القلوب، قلنا أو قالوا: يا رسول الله ﷺ كان هذه موعظة مودع فأوصنا، قال: أو صيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم يرى بعدي اختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة وإن كل بدعة ضلالة۔ (۴۱)

حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر ایسا بلیغ وعظ فرمایا، جس سے آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے اور دل خوف سے دہل گیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بہت زبردست وعظ تھا، اب کچھ ہمیں وصیت بھی فرمائیے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے کی وصیت کرتا ہوں، اس کے احکام کو سننے اور اس کی پیروی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ یہ احکام پہنچانے والا کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ میرے بعد تم میں سے جو لوگ زندہ رہیں گے بہت زیادہ اختلاف دیکھیں گے، لہذا تمہارے

(۴۱) الف: مسند امام احمد: ۲۸/۳۷۳/حدیث ۱۷۱۴۴ ب: سنن ترمذی: ۵/۴۴/حدیث ۲۶۷۶

☆ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

لیے ضروری ہے کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفا کی سنت کو مضبوطی سے
تھام لو، دین میں نئی ایجادات سے بچتے رہنا، کیوں کہ دین میں نئی ایجادات بدعت
ہوتی ہیں اور اس طرح کی ہر بدعت کا مقصد گمراہی ہے ☆ -

تشد سے اجتناب کا مقصد اللہ کے عذاب سے بچنا

عن أنس في حديث طويل قال: إن رسول الله ﷺ كان يقول لا تشددوا على أنفسكم فيشدد عليكم، فإن قوما شددوا على أنفسهم فشدد الله عليهم، فتلك بقاياهم في الصوامع والديار، ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم۔ (۴۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک لمبی حدیث مروی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے اوپر سختی مت کرو، ورنہ تم سختی میں پڑ جاؤ گے، کیوں کہ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی اور ان ہی کے بچے کچھے لوگ ہیں جن کو تم مندروں، گرجا گھروں اور کلیساؤں میں دیکھتے ہو، ان لوگوں نے رہبانیت کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

دودھ پینے کے بعد کھلی کا مقصد منہ کی صفائی

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللہ ﷺ شرب لبنا
فمضمض وقال: إن له دسما۔ (۴۳)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ
نے دودھ پی کر کھلی کی اور فرمایا دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

شجر کاری کا مقصد عذاب قبر سے نجات

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: مر النبي ﷺ بقبرين فقال إنهما ليعذبان، وما يعذبان في كبير، أما أحدهما فكان لا يستتر من البول، وأما الآخر فكان يمشي بالنميمة، ثم أخذ جريدة رطبة فشقها نصفين فغرز في كل قبر واحدة، قال: يا رسول الله لم فعلت هذا؟ قال: لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا۔ (۴۴)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ان دونوں قبروں پر عذاب ہو رہا ہے اور اس کی وجہ کوئی بہت بڑی چیز نہیں ہے۔ پہلے شخص پر عذاب اس لیے ہو رہا ہے کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص لوگوں کی چغل خوری کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ترکھجور کی ایک شاخ لے کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کے اس عمل کا مقصد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں ہری رہیں گی، ان کے عذاب میں نرمی ہوتی رہے گی۔

مسواک کا مقصد منہ کی صفائی ہے

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله ﷺ: السواك مطهرة للنفوس، مرساة للرب عز وجل۔ (۴۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مسواک کا مقصد منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔

خلوت میں ملنے کی ممانعت کا مقصد اندیشہ بدکاری سے اجتناب

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه سمع النبي ﷺ يقول: لا يخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، فقام رجل، فقال يا رسول الله ﷺ اكتبني في غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجة، قال: اذهب فحج امرأتك۔ (۴۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی اجنبی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے اور کوئی عورت محرم کے بغیر بھی سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنا نام فلاں غزوے کی مہم میں درج کروا دیا ہے اور میری عورت حج کے لیے روانہ ہوئی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

سربراہ کے لیے کھڑے ہونے کا مقصد اس کی تعظیم ہے

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: لما نزلت بنو قريظة على
 حكم سعد بن معاذ، بعث رسول الله ﷺ وكان قريبا منه، فجاء على
 حمار، فلما دنا قال رسول الله ﷺ: قوموا إلى سيدكم، فجاء فجلس
 إلى رسول الله ﷺ، فقال له: إن هؤلاء نزلوا على حكمك، قال: فإني
 أحكم أن تقتل المقاتلة وأن تسبي الذرية، قال: لقد حكمت فيهم بحكم
 الملك. (۴۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ نے سعد بن
 معاذ کی سربراہی کو تسلیم کر لیا تو سعد جو قریب ہی کہیں موجود تھے، کو نبی اکرم ﷺ
 نے بلا بھیجا، وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر جب بنو قریظہ کی محفل میں پہنچے تو نبی اکرم
 ﷺ نے فرمایا: اپنے سربراہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ، پھر نبی اکرم ﷺ نے
 فرمایا: ان لوگوں نے تمہیں اپنا حکم مان لیا ہے، سعد نے کہا تو پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ
 یہ اپنے جنگجوؤں کو قتل کر دیں اور قیدیوں کو قید کر دیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
 تمہارا یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے۔

جماعت میں تاخیر سے پہنچنے کا مقصد امام سے بیزاری کا اظہار تھا

عن أبي مسعود رضي الله تعالى عنه أن رجلا قال: والله يا رسول الله إني لأتخر عن صلاة الغداة من أجل فلان مما يطيل بنا، فما رأيت رسول الله ﷺ في موعظة أشد غضبا منه يومئذ، ثم قال: إن منكم منفرين فأياكم ما صلى بالناس فليتجوز فإن فيهم الضعيف والكبير وذو الحاجة۔ (۴۸)

حضرت ابو مسعود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! خدا کی قسم، میں صبح کی نماز میں فلاں امام کی وجہ سے دیر سے پہنچتا ہوں، کیوں کہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ ابو مسعود کا بیان ہے کہ میں نے اس سے پہلے کبھی بھی اتنی سخت ناراضگی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو وعظ کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وعظ میں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض ایسے ہیں جو لوگوں کو دور کرتے اور نفرت دلاتے ہیں، جو نماز پڑھائے وہ اس بات کا خاص خیال رکھے کہ اس کی نماز مختصر ہو، کیوں کہ نماز پڑھنے والوں میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

انگشت سے اشارے کا مقصد اختیار نبوت کا اظہار

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: أصابت الناس سنة على عهد رسول الله ﷺ فبينا رسول الله ﷺ يخطب الناس على المنبر يوم الجمعة إذ قام أعرابي، فقال: يا رسول الله هللك المال وجاع العيال وساق، وفيه قال: اللهم حوالينا ولا علينا، قال: فما يشير بيده إلى ناحية إلا تفرجت حتى رأيت المدينة في مثل الجوبة، وسال وادي قناة شهرا، ولم يجئ أحد من ناحية إلا أخبر بجود. (۴۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ رسول ﷺ میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا، نبی اکرم ﷺ منبر پر جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! [خشکی کی وجہ سے مال و دولت اور اہل عیال سب برباد ہو رہے ہیں، اس نے لمبی بات کی۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی، اے اللہ ہمارے اوپر رحم فرما، ہم پر سختیاں نہ فرما اور آسمان کی طرف انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ انس کہتے ہیں کہ جس طرف بھی نبی اکرم ﷺ کی انگلی کا اشارہ ہوتا گیا، ابر چھاتا چلا گیا، یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ مدینہ ایک گھڑے کی طرح بن گیا اور تمام وادی پانی سے بھر گئی۔ مدینے کے ارد گرد سے آنے والے بارش کا خوب چرچا کرتے۔

چیخ و پکار سے براءت کا مقصد اعزہ کی وفات پر صبر کی تلقین

عن أبي بردة بن أبي موسى رضي الله تعالى عنه وجع أبو موسى وجعا شديدا فغشى عليه ورأسه في حجر امرأة من أهله، فلم يستطع أن يرد عليها شيئا، فلما أفاق قال: أنا بريء ممن برىء رسول الله ﷺ، إن رسول الله ﷺ بريء من الصالقة والحالقة والشاققة. (۵۰)

حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ابو بردہ کہتے ہیں کہ ابو موسی سخت درد سے بے ہوش ہو گئے اور ان کا سر ان کے گھر کی ایک عورت کی گود میں تھا، ابو موسی کے اندر کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں تھی، جب انھیں ہوش آیا تو کہا: میں ان لوگوں سے بری ہوں جن سے نبی اکرم ﷺ نے براءت کا اظہار کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے (مصیبت کے وقت) چیخ کر رونے والیوں، بال نوچنے والیوں اور کپڑے پھاڑنے والیوں سے اپنی براءت کا اظہار کیا ہے۔

احادیث اسباب

عظمت رسول ﷺ

غسالہ ناپاک جگہوں کو پاک کرنے کا سبب

عن طلق بن علي قال: خرجنا وفدا إلى النبي ﷺ فبايعناه وصلينا معه وأخبرناه أن بأرضنا بيعة لنا فاستوهبنا من فضل طهوره، فدعا بماء فتوضأ وتمضمض ثم صبه في أداة وأمرنا فقال: أخرجوا فإذا أتيتم أرضكم فاكسروا بيعتكم وانضحوا مكانها بهذا الماء، واتخذوها مسجداً، قلنا: إن البلد بعيد والحر شديد والماء ينشف، فقال مدوه من الماء فإنه لا يزيد إلا طيباً، فخرجنا حتى قدمنا بلدنا فكسروا بيعتنا ثم نضحنا مكانها واتخذناها مسجداً، فناديناه بالآذان، قال والراهب رجل من طيء فلما سمع الآذان، قال دعوة حق، ثم استقبل تلة من تلاعنا فلم نره بعد۔ (۵۱)

حضرت طلق بن علی روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک وفد لے کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ کی دست حق پر بیعت کی اور ان کی صحبت میں نماز پڑھی، اس کے بعد ہم نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے علاقے میں ہمارے گرجا گھر بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے نبی اکرم ﷺ

سے وضو کے بچے ہوئے پانی کی درخواست کی، نبی اکرم ﷺ نے پانی منگایا، وضو کیا اور کلی کی پھر ہمارے برتن میں اسی پانی کو ڈال دیا، پھر فرمایا کہ جاؤ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو گر جا گھر کو توڑ دینا اور اس کی جگہ اس غسالہ کو چھڑک دینا اور پھر اسی جگہ کو مسجد بنا لینا۔ طلق کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ دور دراز سے آئے ہوئے ہیں، گرمی کا زمانہ بھی ہے، گھر پہنچتے پہنچتے پانی خشک ہو جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں اور پانی ملا لینا، کیوں کہ جو پانی بھی اس میں ملایا جائے گا اس کی پاکیزگی میں ہی اضافہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے اپنے علاقے میں پہنچ کر گر جا گھر کو مسمار کر دیا، اس کی جگہ پانی چھڑک کر اسے مسجد بنا لیا، اس کے بعد اذان دی، راہب قبیلہ طئے کا ایک شخص تھا، اس نے جب آواز سنی تو کہا یہ تو حق کی پکار ہے، اس کے بعد وہ ایک ٹیلے کی طرف چلا گیا پھر ہم نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔

بندے کا رب سے عرض و معروض نبی اکرم ﷺ کی مسکراہٹ کا سبب

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كنا عند رسول الله ﷺ فضحك فقال: هل تدرون مم أضحك؟ قال: قلنا: الله ورسوله أعلم، قال: من مخاطبة العبد ربه يقول: يا رب ألم تجرني من الظلم؟ قال: يقول: بلى، قال: فيقول: فإني لا أجزى على نفسي إلا شاهدا مني، قال: فيقول: كفى بنفسك اليوم عليك شهيدا وبالكرام الكاتبين شهودا، قال: فيختم على فيه فيقال لأركانہ: انطقي، قال: فتتق بأعماله، قال: ثم يخلي بينه وبين الكلام، قال: فيقول بعدا، لكن و سحقا فعنك كنت أناضل۔ (۵۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے کہ دیکھا کہ آپ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا تم لوگوں کو پتہ ہے میں کیوں مسکرا رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول کو اس کا بہتر علم ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری مسکراہٹ کا سبب بندے کا اپنے رب سے عرض و معروض اس طور پر ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ اے رب کیا تم نے مجھے ظلم سے نجات نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ہاں یقیناً، پھر بندہ کہتا ہے، میری ذات پر میرے نفس کے علاوہ کوئی اور گواہ نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، آج تو ہی اپنے آپ پر کافی گواہ ہے

اور کرانا کا تبین بھی تجھ پر گواہ ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا بولو تو وہ اس کے اعمال کے بارے میں باتیں کریں گے، اس کے بعد بندہ اور اس کی بات کے درمیان خلوت کر دی جائے گی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت بندہ کہے گا، دوری اور بربادی ہو تمہارے لیے میں تو تمہارے ہی سہارے گناہ کرتا تھا۔

محتاجی کفارے کو ساقط کرنے کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: بينما نحن جلوس عند النبي ﷺ إذ جاءه رجل فقال يا رسول الله ﷺ هلكت، قال: مالک؟ قال: وقعت على امرأتي وأنا صائم، فقال رسول الله ﷺ: هل تجدر قبة تعتقها؟ قال: لا، قال: هل تستطيع أن تصوم شهرين متتابعين؟ قال: لا، فقال: فهل تجد إطعام ستين مسكينا؟ قال: لا، قال: فمكث النبي ﷺ فينا نحن على ذلك أتى النبي ﷺ بعرق فيها تمر، والعرق المكتل، قال: أين السائل؟ فقال: أنا، قال: خذها فتصدق به، فقال الرجل: أعلى أفقر مني يا رسول الله؟ فوالله ما بين لابتها يريد الحرتين أهل بيت أفقر من أهل بيتي، فضحك النبي ﷺ حتى بدت أنيابها ثم قال: أطعمه أهلك۔ (۵۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! میں برباد ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا مسلسل دو مہینوں تک روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا ساٹھ غریبوں

کو کھانا کھلانے کی صلاحیت ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں، راوی کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کسی نے کھجور سے بھرا ہوا ایک تھال پیش کیا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ سوال کرنے والا شخص کہاں گیا؟ اس نے کہا، حاضر ہوں یا رسول اللہ، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کھجور لے جاؤ اور صدقہ کر دو، اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے سے زیادہ کسی محتاج کو صدقے میں دے دوں، خدا کی قسم! شہر مدینہ میں میرے اہل خانہ سے زیادہ محتاج کوئی بھی گھر نہیں، نبی اکرم ﷺ بے ساختہ اس قدر مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک کی خوبصورتی ظاہر ہو گئی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کو، ہی کھلا دو۔

فرمان رسالت حکم شرعی کے وجوب کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: أيها الناس قد فرض الله عليكم الحج فحجوا، فقال رجل: أكل عام يا رسول الله، فسكت حتى قالها ثلاثاً، فقالها رسول الله ﷺ: لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم، ثم قال ذروني ما تركتكم فإنما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على أنبيائهم، فإذا أمرتكم بشيئ فأتوا منه ما استطعتم، وإذا نهيتكم عن شيء فدعوه (۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہذا حج کیا کرو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ ہر سال ہم پر فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے، اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال ہی تم پر حج فرض ہو جاتا اور تم اسے ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھ سکتے، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس بات کا میں بیان نہیں کروں، اس کے بارے میں سوال بھی نہیں کیا کرو، کیوں کہ تم سے پہلے بہت سارے لوگ بہت زیادہ بے جا سوال کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں، جب میں کسی چیز کا حکم دیتا ہوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاتا اور جب کسی بات سے منع کر دوں تو اس سے باز آ جاؤ۔

مدینہ منورہ میں رہنارحمتوں کے حصول کا سبب

عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما أن أعرابيا بايع رسول الله ﷺ على الإسلام فأصابه وعك، فقال أقلني بيعتي، فأبى، ثم جاءه فقال: أقلني بيعتي، فأبى، فخرج، فقال رسول الله ﷺ: المدينة كالكير تنفي خبثها وتنصع طيبها. (۵۵)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی، کچھ دنوں بعد وہ بخاریں مبتلا ہو گیا، وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا کہ میری بیعت فسخ کر دیجیے، نبی اکرم ﷺ نے انکار کر دیا، دوبارہ آیا پھر وہی کہنے لگا، نبی اکرم ﷺ نے پھر انکار کیا، اس کے بعد وہ مدینہ منورہ سے باہر چلا گیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ایک بھٹی ہے جو برائیوں کو ختم کر دیتا ہے اور اچھی چیز کو اور خالص کر دیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی دعا مدینہ منورہ میں برکتوں کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أنه قال: كان الناس إذا رأوا أول الثمر جاؤوا به إلى النبي ﷺ فإذا أخذ رسول الله ﷺ قال: اللهم بارك لنا في ثمرنا وبارك لنا في مدينتنا وبارك لنا في صاعنا وبارك لنا في مدنا، اللهم إن إبراهيم عبدك و خليلك و نبيك و اني عبدك و نبيك و إنه دعا لمكة و اني أدعوك للمدينة بمثل ما دعاك لمكة و مثله معه، قال ثم يدعو أصغر و ليدله فيعطيه ذلك الثمر۔ (۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے کے لوگ جب اپنے درختوں میں پہلا پھل دیکھتے تو اسے توڑ کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے، نبی اکرم ﷺ اسے لیتے اور پھر یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھل میں برکتیں عطا فرما، ہمارے مدینے میں برکتیں عطا فرما، ہمارے صاع میں برکتیں عطا فرما، ہمارے مد میں برکتیں عطا فرما، اے اللہ ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کے لیے تجھ سے دعا کی تھی، میں اسی طرح مدینے کے لیے دعا کرتا ہوں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد نبی اکرم ﷺ کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل دے دیتے۔

قرآن کریم

قرآن کریم کی مسلسل تلاوت یادداشت برقرار رکھنے کا سبب

عن عبد الله قال: قال النبي ﷺ: بشئ ما لأحدكم أن يقول: نسيت آية كيت وكيت بل نسي واستذكروا القرآن فإنه أشد تفصيا من صدور الرجال من النعم. (۵۷)

حضرت عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کتنی بری بات ہے کہ کوئی شخص کہے کہ میں فلاں آیت اور فلاں آیت بھول گیا، حقیقت یہ ہے کہ وہ آیتیں اس کے ذہن سے بھلا دی گئیں، قرآن مستقل یاد کیا کرو، کیوں کہ قرآن لوگوں کے سینے سے وحشی جانوروں سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ نکل جاتا ہے۔

مسجد جا کر قرآن کی تلاوت کثرت نیکی کا سبب

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خرج رسول اللہ ﷺ ونحن فی الصفۃ، فقال أیکم یحب أن یغدو کل یوم إلی بطحان أو إلی العقیق فیأتی منه بناقتین کوماوین فی غیر إثم ولا قطع رحم؟ فقلنا یا رسول اللہ نحب ذلک، قال: أفلا یغدو أحدکم إلی المسجد فیعلم أو یقرأ آیتین من کتاب اللہ عز وجل خیر له من ناقتین، وثلاث خیر له من ثلاث، وأربع خیر له من أربع، ومن أعددهن من الإبل۔ (۵۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور ہم لوگ صفہ پر تھے، ارشاد فرمایا: تم میں سے کون شخص یہ پسند کرے گا کہ روزانہ بطحان یا عقیق جائے اور وہاں سے بغیر گناہ کیے اور بغیر قطع رحمی کیے دو اونٹنیاں لے کر آئے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر شخص اس بات کا طلب گار ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر جو اس بات کا طلب گار ہے وہ کیوں نہ صبح سویرے مسجد جائے اور اللہ کی کتاب سے دو آیتیں خود پڑھے یا پڑھائے، یہ اس کے لیے دو اونٹنیاں لانے سے بہتر ہے، تین آیتوں کا پڑھنا یا پڑھانا تین اونٹنیوں سے بہتر، چار آیتوں کا پڑھنا پڑھانا چار اونٹنیوں سے بہتر ہے، غرض کہ جس قدر زیادہ آیتیں پڑھے یا پڑھائے اسی قدر اونٹنیوں کی تعداد جمع کرنے سے بہتر ہے۔

سے ہٹا کر باہر آئے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کا ٹکڑا نظر آیا جس میں چراغ کے مانند کوئی چیز تھی، صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر سارا ماجرا کہہ سنایا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر پڑھتے رہو، ابن حضیر پڑھتے رہو، عرض کیا یا رسول اللہ! بیچی کو چوٹ لگ جانے کے ڈر سے میں نے پڑھنا موقوف کر دیا ہے، میں نے باہر آ کر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو بادل کا ٹکڑا نظر آیا، جس میں چراغ کے مانند روشنی تھی، جب میں نکلا تو پھر وہ ٹکڑا مجھے نظر نہیں آیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہو سکا کہ وہ ٹکڑا کیا تھا؟ عرض کیا نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تمہاری قرآءت سن کر قریب آ گئے تھے، اگر تم اسی طرح صبح تک پڑھتے رہتے تو عام لوگ بھی اسے دیکھ لیتے اور وہ کسی کی بھی نگاہ سے اوجھل نہیں رہتے۔

دعا

سونے کے وقت دعا پڑھنا خاتمہ بالخیر کا سبب

عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا أوى إلى فراشه نام على شقه الأيمن ثم قال: أَللّهُمَّ أَسَلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجْهَتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مَكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَالَ هُنَّ ثَمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ، مَاتَ عَلَى الْفَطْرَةِ۔ اسْتَرْهَبُوهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوتِ مَلِكٍ، مِثْلَ رَهْبَتِ خَيْرٍ مِنْ رَحْمَتِ تَقْوَلِ تَرْهَبُ خَيْرٍ مِنْ أَنْ تَرْحَمَ. (۶۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں کروٹ سوتے پھر یہ دعا پڑھتے: اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیا، تیری طرف پوری طرح متوجہ ہو گیا، اپنے تمام معاملات تیرے حوالے کر دیے، تیرا ہی سہارا پکڑ لیا، تیری ہی طرف راغب ہیں اور تیرا ہی خوف بھی ہے، تیرے علاوہ کوئی چارہ ساز نہیں، تیری نازل کی ہوئی کتاب پر میں نے ایمان لایا، تیرے بھیجے ہوئے نبی کو تسلیم کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ پڑھ کر سوئے اور اسی رات اس کی وفات ہو جائے تو وہ فطرت پر یعنی اسلام پر ہی مرے گا۔

شرح: اس میں استرہبو ہم جیسا کہ قرآن کریم سورہ اعراف آیت ۱۱۶ میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے جادوگروں کے واقعہ میں آیا ہے، کا لفظ ”رہبۃ“ سے ماخوذ ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ملک اور ملکوت ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خوف کی حالت میں رہنا رحمت الہی کی آس لگائے رکھنے سے بہتر ہے اور کہا جاتا ہے کہ خوف الہی کی کیفیت رحمت خداوندی کی کیفیت سے بہتر ہے۔

دعائے سید الاستغفار جنت میں جانے کا سبب

عن شداد بن أوس عن النبي ﷺ قال: سيد الاستغفار أن يقول العبد اللهم أنت ربي لا إله إلا أنت خلقتني وأنا عبدك، وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت، أعوذ بك من شر ما صنعت، أبوء لك بنعمتك عليّ، وأبوء بذنبي فاغفر لي، فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت، من قالها من النهار موقناً بها، فمات من يومه قبل أن يمسي فهو من أهل الجنة، ومن قالها من الليل وهو موقن بها فمات قبل أن يصبح، فهو من أهل الجنة۔ (۶۲)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ اس طرح دعا کرے: اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، جس قدر ممکن ہو سکے گا میں تیرے عہد کا پابند رہوں گا، میں اپنی کی ہوئی برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اعتراف بھی کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، لہذا میری مغفرت فرما، کیوں کہ تیرے علاوہ کوئی بھی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ فرمایا: جس نے بھی اس دعا کو یقین کے ساتھ صبح میں پڑھ لیا، اگر شام سے پہلے پہلے اس کی موت ہوگئی تو جنتی ہے، اسی طرح اگر کسی نے رات میں پڑھا اور صبح سے پہلے اس کی موت ہوگئی تو وہ جنتی ہے۔

دعا میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرنا دعا کی قبولیت کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ أنه قال: لا يزال يستجاب للعبد ما لم يدع يائماً أو قطيعة رحم ما لم يستعجل، قيل يا رسول الله ما الاستعجال؟ قال: يقول قد دعوت وقد دعوت فلم أريد استجيب لي فيستحسر عند ذلك ويدع الدعاء۔ (۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بندہ جب تک کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، اگر جلد بازی سے کام نہ لے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہ میں نے دعا کی، میں نے دعا کی، مگر میری دعا قبول ہی نہیں ہوئی، اس پر وہ افسوس کا اظہار کرے اور پھر دعا ہی کرنا چھوڑ دے۔

غائبانے میں دعا کرنا قبولیت کا سبب

عن صفوان وهو بن عبد الله بن صفوان وكانت تحته أم الدرداء قال: قدمت الشام فأتيت أبا الدرداء في منزله فلم أجده، ووجدت أم الدرداء فقالت أتريد الحج العام؟ فقلت: نعم، قالت فادع الله لنا بخير فإن النبي ﷺ كان يقول: دعوة المرء المسلم لأخيه بظهر الغيب مستجابة، عند رأسه ملك موكل كلما دعا لأخيه بخير قال الملك الموكل به آمين ولك بمثل، قال فخرجت إلى السوق فلقيت أبا الدرداء فقال لي مثل ذلك يرويه عن النبي ﷺ. (۶۴)

حضرت صفوان بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں ملک شام آیا تو میں ابودرداء کے گھر آیا تو میں نے انھیں گھر میں نہیں پایا، مگر ام درداء گھر میں موجود تھیں، انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا اس سال حج کے لیے جا رہے ہو؟ میں نے کہا، ہاں، انھوں نے کہا میرے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خیر کی دعا کرنا، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے حق میں اس کی پیٹھ کے پیچھے قبول ہوتی ہے، اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ رہتا ہے کہ جب وہ اپنے بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اسی طرح نوازے، کہتے ہیں کہ میں جب بازار کی طرف نکلا تو ابودرداء سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی یہی بات مجھ سے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بیان کیا۔

اخلاقیات

برائیوں کی کثرت تباہی کا سبب

عن زینب ابنة جحش رضي الله تعالى عنهما أن النبي ﷺ دخل عليها فزعا يقول: لا إله إلا الله ويل للعرب من شر قد اقترب، فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذه، وحلق بإصبعه الإبهام والتي تليها، قالت زينب بنت جحش فقلت يا رسول الله أنهلك وفينا الصالحون؟ قال: نعم إذا كثر الخبث۔ (۶۵)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ایک روز ان کے پاس آئے اور نہایت گھبرائی ہوئی صورت میں کہہ رہے تھے لا إله إلا الله ایک فتنے کی وجہ سے عربوں کی تباہی مقدر ہو چکی، آج ہی یا جوج و ماجوج کی بندھ کھول دی گئی، اس کی مثال دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور اس سے ملی ہوئی انگلی کا حلقہ بنایا۔ حضرت زینب بنت جحش نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہمارے درمیان نیک لوگ ہوں گے، اس کے باوجود ہم تباہ کر دیے جائیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں! جب تمہارے درمیان برائی کی کثرت ہو جائے گی تو وہ تمہاری تباہی کا سبب بن جائے گی۔

جہالت، زنا اور عورتوں کی کثرت قرب قیامت کا سبب

عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: لأحدثنكم حديثاً لا يحدثكم أحد بعدي سمعت رسول الله ﷺ يقول: من أشراط الساعة أن يقل العلم ويظهر الجهل ويظهر الزنا وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد۔ (۶۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں آج تم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ تم سے میرے بعد کوئی بھی ایسی حدیث بیان نہیں کرے گا، میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم کی کمی ہو جائے گی، جہالت کی کثرت ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، عورتوں کی تعداد مردوں سے کہیں زیادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں پر صرف ایک مرد نگراں ہوگا۔

دوسرے کے والدین کو گالی دینا اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ قال: من الكبائر شتم الرجل والديه، قالوا يا رسول الله وهل يشتم الرجل والديه؟ قال: نعم يسب أبا الرجل فيسب أباه ويسب أمه فيسب أمه. (٦٤)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کا اپنے والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی انسان اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں، جب کوئی انسان دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ دوسرا شخص بھی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور جب وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو اس کے جواب میں گالی دیتا ہے۔

زبان تمام برائیوں کا سبب

عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: كنت مع النبي ﷺ في سفر فأصبحت يوماً قريباً منه ونحن نسير، فقلت يا رسول الله أخبرني بعمل يدخلني الجنة ويباعدني من النار، قال: لقد سألتني عن عظيم وإنه ليسير على من يسره الله عليه، تعبد الله ولا تشرك به شيئاً وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت، ثم قال: ألا أدلك على أبواب الخير؟ الصوم جنة والصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النار وصلاة الرجل من جوف الليل، قال ثم تلا: "تتجافى جنوبهم عن المضاجع" حتى بلغ يعملون، ثم قال ألا أخبرك برأس الأمر كله وعموده وذروة سنامه؟ بلى يا رسول الله، قال: رأس الأمر الإسلام، وعموده الصلاة، وذروة سنامه الجهاد، ثم قال: ألا أخبرك بملاك ذلك كله؟ قلت بلى يا نبي الله، فأخذ بلسانه قال: كف عليك هذا، فقلت يا نبي الله وإنا لمؤاخذون بما نتكلم به؟ فقال: ثكلتك أمك يا معاذ، وهل يكب الناس في النار على وجوههم أو على مناخرهم إلا حصائد ألسنتهم. (٦٨)

حضرت معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اور بہت قریب سے ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، میں

نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسا کام بتائیں جو جنت میں جانے کا سبب اور جہنم سے دوری کا سبب بن سکے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اہم سوال کیا ہے اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ اس میں آسانیاں فرمائے اس کے لیے تو بہت آسان ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ داکرو، رمضان کے روزے رکھو اور حج ادا کرو۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اچھائیوں کے دروازوں کا پتہ نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کرتا ہے جیسے پانی آگ کو سرد کر دیتا ہے اور رات کی تنہائی میں انسان کی نماز بھی گناہوں کو ختم کرنے میں مدد کرتی ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی، جس کا مفہوم یہ تھا کہ ان کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں، جب ”یعملون“ پر پہنچے تو فرمایا کیا میں تمہیں تمام معاملات کی اصل، اس کا ستون اور اس کی بلندی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام تمام چیزوں کی اصل ہے، نماز اس کا ستون ہے اور جہاد اس کی بلندی ہے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں ایسی چیز نہ بتاؤں جو ان سب چیزوں کی اصل ہے؟ میں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اپنی زبان پر کنٹرول کر لو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس پر ہماری پکڑ کی جائے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: معاذ تمہاری ماں تم پر روئے، لوگ اپنی زبان ہی سے نکلی ہوئی بات کے سبب میں اپنے چہرے یا اپنے نتھنوں کے بل گھسیٹ کر پھینک دیے جائیں گے ☆ -

سلام میں پہل کرنا انسان کی اچھائی کا سبب

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا يحل لرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا، وخيرهما الذي يبدأ بالسلام۔ (۶۹)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن اور تین رات سے زیادہ بات چیت کرنا چھوڑ دے اور جب ایک دوسرے سے ملیں تو منہ ٹیڑھا کر کے ملیں، ان میں سب سے اچھا ہے وہ جو سلام کر کے بات چیت شروع کر دے۔

متکبرانہ لباس پہننا رحمت الہی سے دوری کا سبب

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ قال: من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة، فقال أبو بكر: إن أحد شقي ثوبي يسترخي إلا أن أتعاهد ذلك منه، فقال رسول الله ﷺ: إنك لست ممن يصنع ذلك خيلاء. (٤٠)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو ٹخنوں سے نیچے کپڑے کو بطور تکبر لٹکا کر پہنتے ہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میرے کپڑوں کا ایک کنارہ زیادہ نیچے تک لٹک جاتا ہے تاہم میں آئندہ خیال رکھوں گا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (ابو بکر) آپ کے کپڑے لٹکنے کا سبب تکبر نہیں ہے۔

بروں سے پرہیز کا سبب برائی سے بچنا ہے

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: استأذن رجل علي رسول الله ﷺ فقال: ائذنوا له، بنس أخو العشيرة أو بن العشيرة، فلما دخل ألان له الكلام، قلت: يا رسول الله ﷺ قلت الذي قلت ثم ألت له الكلام؟! قال: أي عائشة إن شر الناس من تركه الناس أو ودعه الناس اتقاء فحشه. (۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو، یہ نہایت ہی برا شخص ہے، جب وہ اندر داخل ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے بڑے نرم لہجے میں گفتگو کی، جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے تو اس کے بارے میں کچھ اور کہا تھا اور جب وہ اندر آیا تو نہایت نرم لہجے میں آپ نے اس سے بات چیت کی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا برا انسان وہ ہے کہ لوگ اس کی برائی سے بچنے کے لیے اس کے ملنے جلنے سے پرہیز کریں۔

غسل خانے میں پیشاب کرنا بیماری کا سبب

عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله ﷺ: لا يبولن أحدكم في مستحمه ثم يغتسل فيه، قال أحمد ثم يتوضأ فيه فإن عامة الوسواس منه۔
(۷۲)

حضرت عبد اللہ بن مغفل روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص غسل خانے میں پیشاب نہ کرے اور پھر اسی میں غسل بھی کرے، امام احمد کی روایت کے مطابق غسل کے بدلے وضو کا ذکر ہے اور پھر یہ ہے کہ عام طور پر یہ (غسل خانے میں پیشاب کرنا) بیماریوں کا سبب ہوتا ہے۔

مال و دولت

دنیا کی تابناکی نبی اکرم ﷺ کے اندیشے کا سبب

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ جلس ذات يوم على المنبر و جلسنا حوله فقال إني مما أخاف عليكم من بعدي ما يفتح عليكم من زهرة الدنيا وزينتها، فقال رجل يا رسول الله ﷺ أو يأتي الخير بالشر؟ فسكت النبي ﷺ، فقيل له ما شأنك تكلم النبي ﷺ ولا يكلمك؟ فرأينا أنه ينزل عليه، قال فمسح عنه الرخصاء فقال أين السائل، وكأنه حمده، فقال إنه لا يأتي الخير بالشر وإن مما ينبت الربيع يقتل أو يلم إلا أكلة الخضراء اختلفا حتى إذا امتدت خاصرتهما استقبلت عين الشمس فثلثت وبالت ورتعت، وإن هذا المال خضرة حلوة فنعم صاحب المسلم ما أعطى منه المسكين واليتيم وابن السبيل، أو كما قال النبي ﷺ، وإنه من يأخذ بغير حقه ليث يأكل ولا يشبع ويكون كلاهما عليه يوم القيامة۔ (۷۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد تم پر دنیا کی زیب و زینت اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اندیشہ کرتا ہوں۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اچھائی کے ساتھ

ساتھ برائی بھی آتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے تو اس شخص سے لوگ کہنے لگے تم نے کیسی بات کر دی کہ نبی اکرم ﷺ تم سے بات ہی نہیں کر رہے ہیں۔ اسی درمیان ہم نے دیکھا کہ وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرے سے پسینہ پوچھا اور فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ راوی کہتے ہیں ایسا لگا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تعریف کی، پھر فرمایا: اچھائی برائی لے کر نہیں آتی، جن چیزوں کو موسم بہار آگاتا ہے ان میں کچھ ایسی ہیں جو جانوروں کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے یا کم از کم جانور ہلاکت کے قریب پہنچ جاتے ہیں، تاہم ایسا جانور جو سبزہ کھاتا ہے تو اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں اور دھوپ میں آکر لوٹ پوٹ کرتا اور پیشاب کرتا ہے پھر واپس جا کر چرنے لگ جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ مال تر و تازہ اور میٹھا ہے، خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو اس سے غریبوں، یتیموں اور مسافر کو بھی دیتا ہے، اور جو مال کو اس کے حق کے علاوہ لیتا ہے وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف ہوں گے۔

مال و دولت انسان کی آزمائش کا سبب

عن كعب بن عياض رضي الله تعالى عنه قال سمعت النبي ﷺ يقول: إن لكل أمة فتننة وفتنة أمتي المال۔ (۷۴)

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کی کچھ نہ کچھ آزمائش تھی، میری امت کی آزمائش کا سبب مال ہے ☆۔

(۷۴) سنن ترمذی: ۵۶۹/۳ / حدیث ۲۳۳۶۱

☆ امام ترمذی نے سنن میں اس حدیث کی تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے، اس حدیث کو ہم معاویہ بن صالح کے حوالے سے جانتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ برائی سے بچنے کا سبب

عن أبي امامة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ: يا ابن آدم إنك أن تبذل الفضل خير لك و أن تمسكه شر لك، ولا تلام على كفاف، وابدأ بمن تعول، و اليد العليا خير من اليد السفلى۔ (۷۵)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم جو مال و دولت تمہاری ضرورت سے فاضل ہو اگر اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دو تو تمہارے لیے بہتری ہے اور اگر تم اسے اپنے پاس جمع رکھو تو تمہارے لیے برائی ہے اور ضرورت کے مطابق رکھنے پر کوئی ملامت بھی نہیں، خرچ کا عمل اپنے اہل و عیال سے شروع کرو، دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

محتاجی دست سوال دراز کرنے کا سبب

عن قبيصة بن مخارق الهلالي قال: تحملت حمالة فأتيت رسول الله ﷺ أسأله فيها، فقال أقم حتى تأتينا الصدقة فنأمر لك بها، قال، ثم قال: يا قبيصة إن المسألة لا تحل إلا لأحد ثلاثة

- [۱] رجل تحمل حمالة فحلت له المسألة حتى يصيبها ثم يمسك
- [۲] ورجل أصابته جائحة اجتاحت ماله فحلت له المسألة حتى يصيب قوما من عيش أو قال سدادا من عيش
- [۳] ورجل أصابته فاقة حتى يقوم ثلاثة من ذوي الحجا من قومه لقد أصابت فلانا فاقة فحلت له المسألة حتى يصيب قوما من عيش أو قال سدادا من عيش، فما سواهن من المسألة يا قبيصة سحتا يأكلها صاحبها سحتا۔ (۷۶)

حضرت قبيصہ بن مخارق روایت کرتے ہیں کہ میں ایک قرض کا ضمانت دار بن گیا تھا، میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر آیا کہ اس کے لیے کچھ مانگ لوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انتظار کرو حتیٰ کہ صدقے کا کوئی مال آجائے تو اس سے تمہیں دے دوں، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے قبيصہ! تین لوگوں کے علاوہ کسی کے لیے مانگنا جائز نہیں۔

[۱] ایسا شخص جو کسی کے قرض کا ضمانت دار بن گیا ہو تو اس کے لیے مانگنا جائز ہے

اور جب ضرورت کے مطابق اسے مل جائے تو مانگنا چھوڑ دے۔

[۲] ایسا شخص جس پر کوئی ایسی آفت آن پڑی جس کی وجہ سے اس کے سارے مال برباد ہو جائیں تو اس کے لیے بھی مانگنا اس وقت تک جائز ہے جب تک کہ اسے زندگی گزارنے کے مطابق سامان نہ مل جائے۔

[۳] ایسا شخص جو فاقہ کشی میں مبتلا ہو جائے اور اس کی قوم کے تین دانش مند لوگ اس کی فاقہ کشی کی گواہی بھی دیں کہ فلاں فاقہ کش ہو گیا ہے تو اس کے لیے بھی مانگنا اس وقت تک جائز ہے جب تک کہ اپنی ضرورت زندگی کے مطابق اسے سامان مل نہ جائے۔

اے قبیصہ! ان تین صورتوں کے علاوہ مانگنا حرام ہے اور اس کے علاوہ مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔

اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا زیادہ اجر کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: دينار أنفقته في سبيل الله، ودينار أنفقته في رقة، ودينار تصدقت به على مسكين، ودينار أنفقته على أهلك، أعظمها أجر الذي أنفقته على أهلك. (۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دینار تم نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا، ایک دینار تم نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار مسکین کو صدقہ کر دیا اور ایک دینار تم نے اپنے گھروالوں پر خرچ کیا، تو جو دینار تم نے اپنے گھروالوں پر خرچ کیا وہ سب سے زیادہ اجر کا سبب بنتا ہے۔

صلہ رحمی، درازی عمر اور رزق میں وسعت کا سبب

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول:
من سره أن يبسط له في رزقه أو ينسأ له في رجاؤه فليصل رحمه. (٤٨)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: جو شخص یہ سن کر خوش ہونا چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت
ہو جائے یا اس کی موت مؤخر کر دی جائے اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے۔

کمزور و ناتواں لوگ رزق کا سبب

عن مصعب بن سعد رضي الله تعالى عنهما قال: رأى سعد رضي الله تعالى عنه أن له فضلا على من دونه، فقال النبي ﷺ هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم۔ (۷۹)

مصعب بن سعد اپنے والد سعد کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھیں یہ خیال ہوا کہ وہ ایسے لوگوں سے بہتر ہیں جو کسی بھی اعتبار سے ان سے کمتر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو کہ کمزور و ناتواں لوگ ہی تمہارے رزق کا سبب ہیں۔

ظاہری فقر وفاقہ حقیقی برتری کا سبب

عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله تعالى عنه أنه قال: مر رجل على رسول الله ﷺ فقال لرجل عنده جالس ما رأيك في هذا؟ فقال: رجل من أشرف الناس، هذا والله حري إن خطب أن ينكح، وإن شفع أن يشفع، قال، فسكت رسول الله ﷺ، ثم مر رجل فقال له رسول الله ﷺ ما رأيك في هذا؟ فقال يا رسول الله ﷺ هذا رجل من فقراء المسلمين، هذا حري إن خطب أن لا ينكح، وإن شفع أن لا يشفع، وإن قال أن لا يسمع لقوله، فقال رسول الله ﷺ: هذا خير من ملاء الأرض مثل هذا۔ (۸۰)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک دوسرے شخص سے پوچھا، یہ جو شخص ابھی گیا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اس شخص نے جواب دیا یہ تو بڑا معزز انسان ہے اور خدا کی قسم! اس کا مقام و مرتبہ تو اس قدر ہے کہ اگر کسی کے ہاں شادی کا پیغام دے تو اسے فوراً قبول کر لینا چاہیے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات فوراً مان لینی چاہیے۔ سہل کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے کہ ایک دوسرا شخص گزرا، دوبارہ نبی اکرم ﷺ نے اسی شخص سے پوچھا اس دوسرے شخص کے بارے میں تمہارا خیال ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو مسلمانوں میں ایک محتاج شخص ہے،

اگر کسی کے ہاں نکاح کا پیغام دے تو اس کا پیغام رد کر دینا چاہیے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات نہیں مانی چاہیے اور اگر کوئی بات کہے تو اس پر کان بھی نہیں دھرنا چاہیے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دوسرا شخص روئے زمین کے تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

زیادہ حیثیت والوں کو دیکھنا نعمت خداوندی کی ناقدری کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: أنظروا إلى من أسفل منكم ولا تنظروا إلى من هو فوقكم فهو أجدر أن لا تزدروا نعمة الله۔
(۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو، جو تم سے اوپر ہیں انھیں مت دیکھو، کیوں کہ اس سے اللہ کی نعمت کی ناقدری کا خیال تمہارے دل میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد نجات کا سبب

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: خرج علينا النبي ﷺ يوماً فقال: عرضت على الأمم فجعل يمر النبي معه الرجل، والنبي معه الرجلان، والنبي معه رهط، والنبي ليس معه أحد، قيل انظر فرأيت سوادا كثيرا سد الأفق، فقيل لي انظر هكذا وهكذا، فرأيت سوادا كثيرا سد الأفق، فقيل هؤلاء أمتك ومع هؤلاء سبعون ألفا يدخلون الجنة بغير حساب، فتفرق الناس ولم يبين لهم، فتذاكر أصحاب النبي ﷺ فقالوا: أما نحن فولدنا في الشرك ولكننا آمننا بالله ورسوله ولكن هؤلاء هم أبناءنا، فبلغ النبي ﷺ فقال: هم الذين لا يتطيرون ولا يسترقون ولا يكتون وعلى ربهم يتوكلون، فقام عكاشة بن محصن فقال أمنهم أنا يا رسول الله ﷺ؟ قال: نعم، فقام آخر فقال أمنهم أنا؟ فقال: سبقك بها عكاشة۔ (۸۲)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے اگلی امتیں دکھائی گئیں ہیں، میں نے دیکھا کہ ایک نبی کے ساتھ صرف ایک ہی ماننے والا گزرا، ایک دوسرے نبی کے ساتھ صرف دو لوگ تھے، ایک اور نبی کے ساتھ ایک جماعت دیکھا اور ایک ایسا نبی بھی دیکھا جس کے ساتھ کوئی شخص نہیں تھا، یعنی اس کا کوئی ماننے والا نہیں تھا۔ پھر

میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمان کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا، مجھ سے کہا گیا کہ اس طرف اور اس طرف دیکھئے، میں نے دیکھا کہ ایک بڑی جماعت ہے جس سے پورا آسمان بھرا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار لوگ بغیر کسی حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، پھر صحابہ کرام منتشر ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے اس کی کوئی وجہ ذکر نہیں کی۔ صحابہ کرام آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہم نے اپنی آنکھیں شرک کے ماحول میں کھولی تھیں، مگر ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے، یہ لوگ ہماری اولاد ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو پرندے اڑاتے ہیں، نہ تنتر منتر کرتے ہیں اور نہ ہی داغ لگاتے ہیں، وہ صرف اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محسن کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان میں سے ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں تم ان ہی میں سے ہو، پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا میں بھی اس جماعت میں سے ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

کفر دنیا بٹورنے کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ ضافه ضيف وهو كافر، فأمر له رسول الله ﷺ بشاة فحلبت فشرب حلابها، ثم أخرى فشربه، ثم أخرى فشربه حتى شرب حلاب سبع شياه، إنه أصبح الراوى، فأمر له رسول الله ﷺ بشاة فشرب حلابها، ثم أمر بأخرى فلم يستمها، فقال رسول الله ﷺ: المؤمن يشرب في معي واحدا والكافر في سبعة أمعاء۔ (۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کافر کی مہمان نوازی کی، نبی اکرم ﷺ نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم فرمایا، اس کافر نے پورا دودھ پی لیا، دوسری بکری دوہی گئی، اس نے اس کا بھی دودھ پی لیا، تیسری دودھ کر لائی گئی اس کا بھی پورا دودھ اس نے پی لیا، یہاں تک کہ سات بکریاں دودھ کر لائی گئیں اس نے ساتوں بکریوں کا دودھ پی لیا۔ صبح جب وہ بیدار ہو تو نبی اکرم ﷺ نے پھر اس کے لیے دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے دودھ پی لیا، دوسری بکری دودھ کر لائی گئی تو اس کا پورا دودھ وہ نہیں پی سکا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن اپنے ایک آنت کو بھرتا ہے اور کافر اپنی سات آنتوں کو بھرتا ہے۔

جامع اعمال

ذکر خداوندی تمام نیکیوں کا سبب

عن عبد الله بن بسر رضي الله تعالى عنه قال: جاء أعرابي إلى رسول الله ﷺ فقال أحدهما: يا رسول الله أي الناس خير؟ قال: من طال عمره وحسن عمله وقال الآخر: يا رسول الله إن شرائع الإسلام قد كثرت علي فمروني بأمر أتشبهت به قال لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله عز وجل. (۸۴)

حضرت عبد اللہ بن بسر کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو دیہاتی آئے، ایک نے سوال کیا یا رسول اللہ! سب سے اچھا انسان کون ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور جس کا کام اچھا ہو، دوسرے نے عرض کیا اسلامی قوانین بہت زیادہ ہیں، صرف ایک ایسی بات کی رہنمائی فرمائیں جو تمام قوانین پر آسانی سے عمل کرنے کا سبب بن جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہر وقت اپنی زبان کو سرشار رکھو ☆ -

(۸۴) الف: مسند امام احمد: ۲۹/۲۴۰/حدیث ۱۷۶۹۸ ب: سنن ترمذی: ۵/۲۲۸/حدیث ۳۳۷۵

☆ امام ترمذی نے اس حدیث کو معنأ ذکر کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

دو کلمے ہدایت اور نجات کا سبب

عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال النبی ﷺ لأبي: يا حسين كم تعبد اليوم إلها؟ قال أبي سبعة، ستة في الأرض وواحد في السماء، قال فأبهم تعد لرغبتك ورهبتك؟ قال الذي في السماء، قال: يا حسين أما أنك لو أسلمت علمتک کلمتین تنفعانک، قال فلما أسلم حسين قال يا رسول الله علمني الكلمتين اللتين وعدتني، فقال: قل: اللهم ألهمني رشدي وأعدني من شر نفسي۔ (۸۵)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے والد سے پوچھا اے حسین! دن بھر میں کتنے معبود کی پرستش کرتے ہو؟ میرے والد نے جواب دیا سات معبودوں کی، چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں، پھر پوچھا جب تم پریشان ہوتے ہو تو کسے پکارتے ہو؟ جواب دیا جو آسمان میں ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے حسین! اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہیں دو ایسے کلمے بتاؤں گا جس سے تمہیں بڑا فائدہ ہوگا، عمران کہتے ہیں کہ جب حسین مسلمان ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دو کلمے آپ مجھے بتائیے جس کا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہو: ”اے اللہ میری رہنمائی فرما اور مجھے اپنے نفس کے شر سے محفوظ فرما☆“۔

(۸۵) سنن ترمذی: ۵۱۹/۵ / حدیث ۳۴۸۳

☆ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

دو کلمے میزان عمل کو با وزن بنانے کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان، حبيبتان إلى الرحمن سبحان الله العظيم، سبحان الله وبحمده۔ (۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر بڑے ہی ہلکے پھلکے ہیں، میزان عمل پر بڑے بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں، وہ یہ ہیں: سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ وبحمده۔

متفرقات

نبی اکرم ﷺ کی جدائی کی خبر حضرت معاذ کے رونے کا سبب

عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: لما بعثه رسول الله ﷺ إلى اليمن، خرج معه رسول الله ﷺ يوصيه ومعاذ راكب ورسول الله ﷺ يمشي تحت راحلته، فلما فرغ قال يا معاذ إنك عسى أن لا تلقاني بعد عامي هذا أو لعلك أن تمر بمسجدي هذا أو قبري فبكي معاذ جشعا لفراق رسول الله ﷺ، ثم التفت فأقبل بوجهه نحو المدينة فقال: إن أولى الناس بي المتقون من كانوا وحيث كانوا۔ (۸۷)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو انہیں رخصت کرنے کے لیے کچھ دور تک چلے، اس دوران نبی اکرم ﷺ حضرت معاذ کو وصیت کرتے جا رہے تھے، معاذ اپنی سواری پر سوار تھے اور نبی اکرم ﷺ پیدل چل رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ جب وصیت کر چکے تو فرمایا: معاذ شاید تم اگلے سال مجھ سے ملاقات نہیں کر سکو گے، یا یہ فرمایا کہ اگلے سال تم میری اس مسجد کے پاس سے گزر دو گے یا میری قبر کے

(۸۷) الف: مسند امام احمد: ۳۶/۳۷۶/۳۷۶ حدیث ۲۲۰۵۲ ب: مجمع الزوائد: ۸/۵۹۰/۵۹۰ حدیث ۱۳۲۳۸
☆ امام بیہقی نے فرمایا: اس حدیث کو امام احمد نے دو سندوں سے ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔ راشد بن سعد اور عاصم بن حمید کے علاوہ تمام رجال صحیح کے رجال ہیں اور یہ دونوں ثقہ ہیں۔

پاس سے، حضرت معاذ نبی اکرم ﷺ کی جدائی کا ذکر خود ان کی زبان مبارک سے سن کر گھبرا گئے اور رو پڑے۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینے کی طرف رخ کر کے فرمایا: سب سے قریب ترین لوگ مجھ سے وہ ہوں گے جو متقی ہیں، خواہ ان کا تعلق کہیں سے ہو اور وہ کوئی بھی ہو ☆۔

ہر حال میں صبر مومنوں پر انعام خداوندی کا سبب

عن صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: عجباً لأمر المؤمن إن أمره كله خير وليس ذاك لأحد إلا للمؤمن، إن أصابته سراء شكر فكان خيراً له وإن أصابته ضراء صبر فكان خيراً له۔ (۸۸)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے معاملات بڑے تعجب خیز ہیں، کیوں کہ ان کا ہر کام خوش آئند ہے اور یہ شرف صرف مومنوں کو ہی حاصل ہے، اگر اسے خوشیاں ملتی ہیں اور اس پر وہ صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے اچھی چیز ہے اور اگر کسی مشکلات سے دوچار ہوتا ہے پھر اس پر وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے خوشیوں کی نوید ہے۔

اچھے کام پر تعریف کرنا پیشگی بشارت کا سبب

عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: قيل لرسول الله ﷺ أرأيت الرجل يعمل العمل من الخير ويحمده الناس عليه؟ قال: تلك عاجل بشرى المؤمن۔ (۸۹)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے کسی نے کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر وہ کوئی اچھا کام کرتا ہے تو لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ مسلمانوں کے لیے پیشگی بشارت ہے۔

جانور پر ظلم کرنا جہنم کا سبب

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ قال: عذبت امرأة في هرة حبستها حتى ماتت جوعاً، فدخلت فيها النار، قال فقال (والله أعلم): لا أنت أطعمتها ولا سقيتها حين حبستها، ولا أنت أرسلتها فأكلت من خشاش الأرض۔ (۹۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس لیے جہنم کے عذاب میں ڈالا کہ اس نے ایک بلی کو بھوکا باندھے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے فرمایا تم نے نہ تو اسے کھانا کھلایا اور نہ ہی پانی دیا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھالے۔

نااہل کو منصب دینا قیامت کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: بينما النبي ﷺ في مجلس يحدث القوم جاءه أعرابي فقال: متى الساعة؟ فمضى رسول الله ﷺ يحدث، فقال بعض القوم: سمع ما قال فكره ما قال، وقال بعضهم: بل لم يسمع حتى إذا قضى حديثه قال: أين أراه السائل عن الساعة؟ قال: ها أنا يا رسول الله ﷺ، قال: فإذا ضيقت الأمانة فانتظر الساعة، قال: كيف إضاعتها؟ قال: إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة۔ (۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک مجلس میں لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آکر پوچھنے لگا قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ اپنے خطاب میں مصروف رہے اور اس کی بات کی طرف توجہ نہیں دی، لوگوں نے آپس میں بات چیت شروع کر دی، کوئی کہنے لگا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی بات سن تو لی ہے مگر سوال ناپسند فرمایا، کسی نے کہا نہیں آپ ﷺ نے اس کا سوال ہی نہیں سنا، نبی اکرم ﷺ جب خطاب سے فارغ ہو گئے تو پوچھا قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا آدمی کہاں گیا؟ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! حاضر ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب امانتوں میں خیانت ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو، اس آدمی نے پھر پوچھا

یا رسول اللہ! امانتوں میں خیانت کا کیا مطلب ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
جب تا اہل کو کسی کام کا ذمہ دار بنا دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

قانون خداوندی کی پامالی انتقام کا سبب

عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها قالت: ما خيرت رسول الله ﷺ بين أمرين إلا أخذ أيسرهما ما لم يكن إثماً، فإن كان إثماً كان أبعد الناس منه، وما انتقم رسول الله ﷺ لنفسه إلا أن تنتهك حرمة الله تعالى فينتقم لله تعالى بها۔ (۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو جب بھی دو معاملوں میں انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا تو اگر اس میں گناہ کا شائبہ نہیں ہوتا تو آپ ﷺ آسانیاں ہی اختیار کرتے اور اگر اس آسانی میں گناہ کا شبہ ہوتا تو اس سے سب سے زیادہ دور ہو جاتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی بھی انتقام نہیں لیا، ہاں اگر قانون خداوندی کی پامالی کی جاتی تو اس کا انتقام لیتے تھے۔

احتیاط شیطان کے شر سے بچنے کا سبب

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفعہ قال: خمر و الأنیة و أوكوا
الأسقية و أجیفوا الأبواب و أكفتوا صبیانکم عند العشاء، فان للجن انتشارا
و خطفة، و أطفؤ و المصابیح عند الرقاد فان الفویسقة ربما اجترت الفتيلة
فأحرقت أهل البيت۔ (۹۳)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے
فرمایا برتنوں کو ڈھک دیا کرو، پانی کے برتن کا منہ بند رکھا کرو، دروازہ بند کر لیا کرو
اور رات میں بچوں کو گھروں میں حفاظت سے رکھا کرو، کیوں کہ اس وقت جنات
زمین پر پھیل جاتے ہیں اور حملے کرتے ہیں، سونے کے وقت چراغ بجھا دیا کرو،
کیوں کہ ممکن ہے کہ چوہیا کی حرکت کی وجہ سے چراغ کا فتیلہ پورے گھر میں آگ
لگ جانے کا سبب بن جائے۔

قبلے کی طرف تھوکنے اور رسول ﷺ کو ایذا دینے کا سبب

عن أبي سهلة السائب بن خلاد قال أحد من أصحاب النبي ﷺ إن رجلاً أم قوماً فبصق في القبلة ورسول الله ﷺ ينظر، فقال رسول الله ﷺ: لا يصلي لكم، فأراد بعد ذلك أن يصلي لهم، فمنعوه وأخبروه بقول رسول الله ﷺ، فذكر ذلك لرسول الله ﷺ فقال: نعم، وحسبت أنه قال: إنك أذيت الله ورسوله. (۹۴)

ابو سہلہ سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لوگوں کی امامت کی اور اس کے بعد قبلے کی طرف تھوک دیا، نبی اکرم ﷺ اس کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے، جب وہ فارغ ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اب یہ تمہاری امامت نہیں کرے گا، اس نے اس کے بعد نماز پڑھانے کا ارادہ کیا مگر لوگوں نے اسے منع کر دیا اور نبی اکرم ﷺ کے حکم کی اس کو اطلاع دی، اس نے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات پر اس واقعے کا ذکر کیا، راوی کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں میں نے ان لوگوں سے ایسا ہی کہا تھا، کیوں کہ تم نے قبلے کی طرف تھوک پھینک کر اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی۔

مسجد میں پابندی سے نماز پڑھنا مومن ہونے کا سبب

عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ إذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فأشهدوا له بالإيمان، فإن الله تعالى يقول: ”إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر وأقام الصلاة وآتى الزكاة“ الآية۔ (۹۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی شخص کو پابندی کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دے دو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ☆۔

قبروں کو مسجد بنانا لعنت کا سبب

عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي ﷺ قال في مرضه الذي مات فيه: لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مسجداً، قالت: ولولا ذلك لأبرزوا قبره أني أخشى أن يتخذ مسجداً۔ (۹۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت فرمائے کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا، کہتی ہیں کہ اگر یہ فرمان نہ ہوتا تو لوگ نبی اکرم ﷺ کی قبر کو بھی کھول دیتے، مجھے یہ خدشہ بھی تھا کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنا لیتے۔

نابالغ بچوں کی نیکیاں والدین کے اجر کا سبب

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ لقي ركباً بالروحاء فقال من القوم؟ قالوا المسلمون، فقالوا: من أنت؟ قال: رسول الله، فرفعت إليه امرأة صبياً فقالت: ألهذا حج؟ قال: نعم ولك أجر۔ (۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک قافلے کی ملاقات مقام روحا میں ہوئی، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ لوگوں نے جواب دیا ہم لوگ مسلمان ہیں، قافلے والوں نے پوچھا اور آپ کون ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، قافلے میں سے ایک عورت نے ایک بچہ دکھا کر نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا اس کے لیے بھی حج ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں، مگر اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔

سات صفتیں رحمت الہی کے رضی اللہ عنہن سایے میں رہنے کا سبب

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله:

[۱] الإمام العادل

[۲] وشاب نشأ في عبادة ربه

[۳] ورجل قلبه معلق في المساجد

[۴] ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه

[۵] ورجل طلبته امرأة ذات منصب وجمال فقال: إني أخاف الله

[۶] ورجل تصدق أخفى حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه

[۷] ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه۔ (۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سائے میں اس دن رکھے گا جس دن کہ کسی طرح کا کوئی سایہ نہیں ہوگا:

[۱] انصاف پسند بادشاہ۔

[۲] ایسا نوجوان جو اللہ کی عبادت میں ہی مصروف رہتا ہو۔

[۳] ایسا شخص جس کا دل مسجد میں ہی اٹکا ہو۔

[۴] دو ایسے شخص جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی دوستی اور علیحدگی رکھتے ہوں۔

[۵] ایسا شخص جسے کوئی نہایت ہی خوبصورت اور جاہ و منصب والی عورت بد فعلی کی

طرف راغب کرنا چاہتی ہو تو یہ کہہ کر انکار کر دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

[۶] ایسا شخص جو نہایت رازداری کے ساتھ صدقہ کرے یہاں تک کہ جب وہ

دائیں ہاتھ سے خرچ کرے تو اس کے بائیں ہاتھ تک کو اس کا پتہ نہ ہو۔

[۷] اور ایسا شخص کہ جب تنہائی میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں بھرا آئیں۔

اذان کے بعد درود پڑھنا رحمت الہی کا سبب

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما أنه سمع النبي ﷺ يقول: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا علي، فإنه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة فإنها منزلة في الجنة لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل لي الوسيلة حلت له الشفاعة۔ (۹۹)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو اس کا جواب ان ہی الفاظ کے ساتھ دو، پھر میرے اوپر درود بھیجو، اس کا سبب یہ ہے کہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے، اس کے بعد میرے لیے مقام وسیلہ طلب کرو، یہ جنت میں ایسا درجہ ہے جو صرف اللہ کے مخلص بندے کے لیے ہی مقرر کیا گیا، مجھے امید ہے کہ میں ہی اس کا حق دار ہوں اور جو بھی میرے لیے وسیلہ طلب کرے گا میری شفاعت اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔

دل کی پاکیزگی نیک اعمال کا سبب

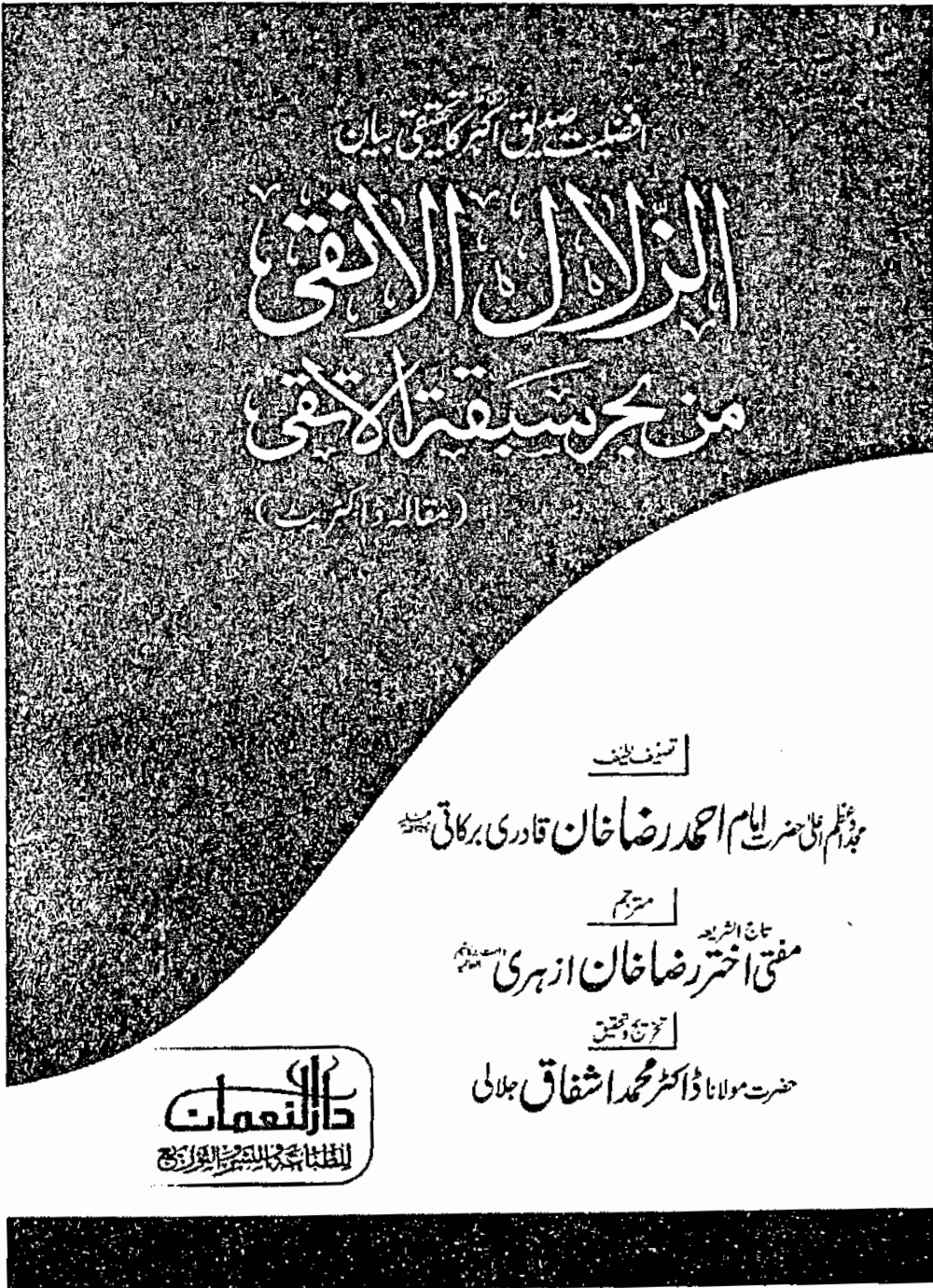
عن النعمان بن بشير رضي الله تعالى عنهما يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات، لا يعلمها كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات كراع يرعى حول الحمى يوشك أن يواقعها، ألا وإن لكل ملك حمى، ألا أن حمى الله في أرضه محارمه، ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهي القلب۔ (۱۰۰)

حضرت نعمان بن بشير رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان کچھ مشکوک چیزیں ہیں جو اکثر لوگ نہیں جانتے، جو ان شبہ والی چیزوں سے بچ گیا، وہ اپنا دین اور اپنی عزت بچالے گیا اور جو ان شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا، اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی چرواہا کسی چراگاہ کے قریب بکری چراتا ہو، قریب ہے کہ اس کی بکری اس چراگاہ میں پڑ جائے، سن لو کہ ہر بادشاہ کا ایک چراگاہ ہوتا ہے اور اللہ کا چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، سن لو کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ ٹھیک رہتا ہے تو پورا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو جسم کا پورا نظام خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ لوتھڑا دل ہے۔

مصادر اور مراجع

- صحیح بخاری: دار ابن کثیر، دمشق، تحقیق: ڈاکٹر مصطفیٰ دیب، ۱۹۹۳ء
- صحیح مسلم: دار احیاء کتب العربیہ، قاہرہ، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی
- سنن ترمذی: احمد زھوۃ و احمد عنایہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ۲۰۰۵ء
- سنن ابی داؤد: تحقیق: جمال احمد حسن و محمد بربر، مکتبہ عصریہ، بیروت، ۲۰۱۱ء
- سنن نسائی: مکتبہ مطبوعات اسلامیہ، ۱۹۹۳ء
- مسند امام احمد: تحقیق: شعیب ارنوط، مؤسسہ الرسالہ، ۲۰۰۱ء
- مجمع الزوائد: مکتبہ القدسی، ۱۹۹۳ء

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اس کو
 متنازعہ بنانے والے لوگوں کے لیے امام عشق و محبت کی عربی زباں میں ایک ایسی
 تحریر جس پر جناب ڈاکٹر اشفاق جلالی صاحب نے پنجاب یونیورسٹی سے
 PHD کیا اس کی عربی متن کے اوپر تحقیق و تخریج ڈاکٹر اشفاق جلالی او اس کا اول
 ترجمہ خانوادہ اعلیٰ حضرت جناب مفتی اختر رضا خاں صاحب نے کیا ہے اور اس
 ترجمہ کی تسہیل حنیف رضوی صاحب بریلی شریف نے کی ہے اور صفحات 400



تسلیف

پروفیسر علی حضرت ایام احمد رضا خان قادری برکاتی

مترجم

مفتی اختر رضا خان ازہری

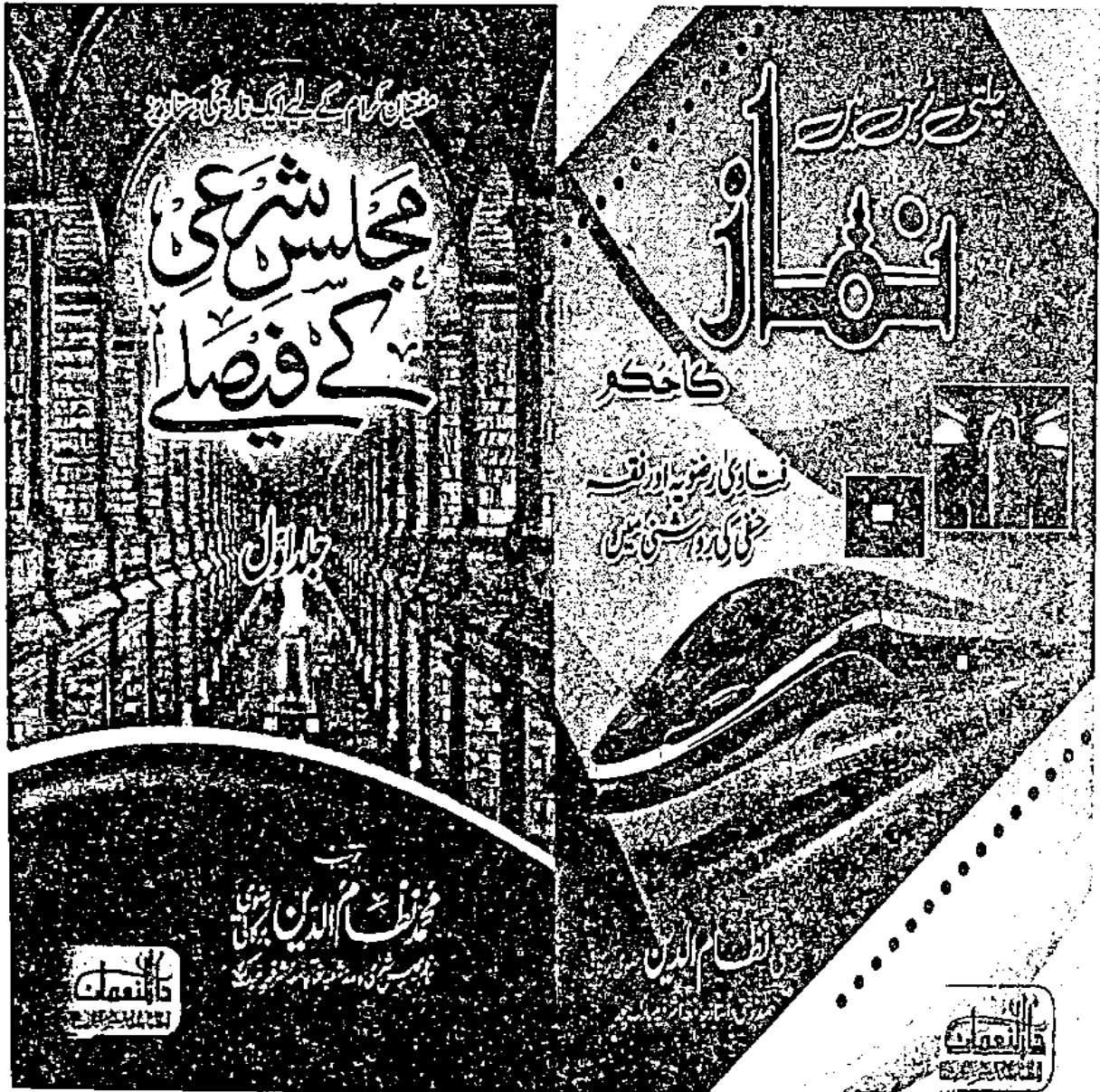
تخریج و تحقیق

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی

دارالانعمات
 للنشر والتوزیع

جامعہ اشرفیہ مبارکپور انڈیا کی مجلس شرعی کے تحت پچھلے 20 سالوں میں جن جدید مسائل پر تحقیقی فیصلے ہوئے ان تمام فیصلوں کو اس ایک جلد میں جمع کر دیا گیا ہے

صفحات 550



تحریک جہاد بالا کوٹ پر پچھلے ڈیڑھ سو سالوں سے لکھے جانے والے جانبدارانہ
لٹریچر پر ایک غیر جانبدارانہ تحریر جو آپ کو اصل حقائق سے آگاہ کرے۔ محقق
جناب خوشتر نورانی انڈیا صفحات 250

تحریک جہاد
اور
پیش گورنمنٹ
ایک تحقیقی مطالعہ
خوشتر نورانی

محقق عصر حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب کے قلم سے نکلنے والی ایک
شاہکار تحریر جو آپ کو بتائے گی کہ فتویٰ کیسے بدلتا ہے اور اسلام ایک متحرک
دین کیسے ہے صفحات 450

